

عمل صالح کی پہچان

تحریر

ابن عطاء اللہ بن محمد بن قاسم بن عبد اللہ بن علی بن ابی طالب

www.KitaboSunnat.com

ترتیب و تدوین

آنسو نیلہ قریشی و نادیہ قریشی

توزیع و پبلیکیشن: منگلور (انڈیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

آئینہ مضامین

| صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|
| 6 | پیش گفت |
| 8 | عمل صالح کی پہچان |
| 8 | پہلی شرط |
| 8 | دوسری شرط |
| 8 | تیسری شرط |
| 8 | ① عمل صالح کی شرط اولیں: صحت عقیدہ یا توحید باری تعالیٰ پر مکمل ایمان |
| 9 | توحید باری تعالیٰ |
| 10 | اقسام عبادت |
| 10 | ① قوی عبادات |
| 14 | ② مالی عبادات |
| 15 | ③ بدنی عبادات |
| 17 | سجدہ ایک عبادت: فاضل بریلوی کی نظر میں |
| 19 | اقسام توحید |
| 19 | ① توحید اسماء و صفات |
| 22 | ② توحید ربوبیت |
| 24 | ③ توحید الوہیت یا توحید عبادات |



| صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|
| 27 | انجامِ شرک: قرآن کی روشنی میں |
| 29 | انجام و تردیدِ شرک: حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں |
| 32 | تعلیقات شیخ جیلانیؒ: عقیدہ توحید کے متعلق |
| 34 | حاجت روا اور مشکل کُشا کون؟ |
| 36 | شرک اور اس کی سزا |
| 38 | بدفالی یا بدشگونی |
| 41 | تحفظ عقیدہ کیلئے دُور رس تدابیرِ نبوی ﷺ |
| 44 | غیر اللہ کی قسم کھانا |
| 47 | سحر یعنی جاؤ |
| 50 | جاؤ کا اثر و وجود یا حقیقت |
| 52 | جادو کی مذمت و سزا |
| 55 | اقسامِ سحر |
| 59 | جاؤ و ٹھہر یا آسیب زدہ کا علاج |
| 61 | پہلی قسم |
| 61 | دوسری قسم |
| 62 | نجومیوں، کاہنوں اور رمل و فال والوں کی کسی بات کا درست نکلنا: محض ایک اتفاق |
| 64 | اُن کا جتوں سے مدد لینا |
| 66 | اُن کا ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملانا |
| 68 | علمِ نجوم و کہانت و رمل: شریعت کی نظر میں |



| صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|
| 72 | ② عمل صالح کی دوسری شرط: اخلاصِ للہ یا عدمِ ریاہ کاری |
| 72 | اخلاصِ للہ یا عدمِ ریاہ کاری: قرآنِ کریم کی نظر میں |
| 74 | اخلاصِ عمل کی فضیلت و برکت: حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں |
| 77 | ریاء کاری کی مذمت: قرآنِ کریم کی نظر میں |
| 80 | ریاء کاری کی مذمت: حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں |
| 86 | ③ عمل صالح کی تیسری شرط: مطابقت و موافقت سنت |
| 86 | اطاعتِ رسول ﷺ: قرآنِ کریم کی نظر میں |
| 89 | سنت و حکمِ رسول ﷺ کی نافرمانی: قرآنِ کریم کی نظر میں |
| 92 | اتباعِ سنتِ ﷺ: حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں |
| 96 | عبادات میں افراط و تفریط یا انتہاء پسندی |
| 98 | اقرار رسالت کے تقاضے اور بدعات |
| 100 | بدعات کی مذمت: حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں |
| 104 | بدعات (شریعت سازی و ایجادِ بندہ) کا اجمالی تعارف |
| 109 | مصادر و مراجع |
| 111 | فہرستِ مطبوعات توحید پبلیکیشنز (نشر شدہ) |
| 112 | روشن خیالی |



پیش گفت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا
وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.
أَمَّا بَعْدُ :

قارئین کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ کی توفیق و عنایت سے ماہ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ بمطابق فروری ۲۰۰۲ء کے آغاز سے سعودی
ریڈیو مکہ مکرمہ کی اردو سروس سے پروگرام ”اسلام اور ہماری زندگی“ پیش کرنے کی سعادت حاصل
ہے جو بروز جمعہ و پیر دونوں دن سعودی وقت کے مطابق شام ساڑھے تین بجے نشر ہوتا ہے۔
ماہ محرم و صفر ۱۴۲۳ھ کے دوران جو پروگرام نشر ہوئے، وہ ”سال نو کے پیغامات، آغاز کا
صحیح طریقہ اور ”تذکرہ چند بدعات کا“ کے زیر عنوان کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے۔ وَاللَّهِ
الْحَمْدُ.

جبکہ ماہ ربیع الاول کے پروگرام بھی ”صحیح تاریخ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ۔ جشن میلاد: یوم
وفات پر“ کے نام سے پاکستان اور انڈیا سے کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں، اسی طرح
جمادی الثانیہ اور پھر شوال میں نشر ہونے والی قسطیں بھی ”تعویذ گندوں اور جتات و جادو کا علاج
“ کے زیر عنوان پاک و ہند سے شائع ہو گئی ہیں۔ وَاللَّهِ الْحَمْدُ وَمِنْهُ الْقَبُولُ
اسی طرح ماہ رجب و شعبان کے نشر شدہ پروگراموں کو ”بدعات رجب و شعبان“ کے نام

سے بھی اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔
جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ میں نشر شدہ پروگرام بنام ”عملِ صالح کی پہچان“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

”قبولیتِ عمل کی شرائط“ کے نام سے ہماری ایک ضخیم کتاب پہلے کئی مرتبہ پاکستان سے اور پھر ہندوستان سے بھی شائع ہو چکی ہے۔ زیر نظر رسالہ دراصل اسی مفصل کتاب کا اختصار و خلاصہ ہے۔

اسکی طباعت اور نشر و اشاعت میں جن احباب نے جس رنگ میں بھی تعاون کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطا فرمائے۔ آمین

اس رسالے کی ترتیب و تدوین اور کمپوزنگ پر ہم اپنی لختِ جگر آنسو نبیلہ قمر و نادیہ قمر کے بھی شکر گزار ہیں اور ان کیلئے اللہ سے توفیق مزید کے دعاء گو ہیں۔

تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنِّيْ وَ مِنْهُمَا وَ وَقَفْنَا لِمَا فِيْهِ خَيْرُ الْإِسْلَامِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ .
اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہمارے اور ہمارے تمام احباب کیلئے ثوابِ دارین کا ذریعہ اور تمام قارئین کیلئے باعثِ استفادہ و ہدایت بنائے۔ آمین

| | |
|-----------------------------------|------------------------------|
| ابوسلمان محمد منیر قمر نواب الدین | (الخبرہ) (المحکمۃ) (الکبریٰ) |
| ترجمان سپریم کورٹ، الخبر | ۱۳/ رجب ۱۴۲۵ھ |
| وداعیہ متعاون، مراکز دعوت و ارشاد | ۲۹/ اگست ۲۰۰۴ء |
| الخبر، الظہر ان، الدمام | |
| (سعودی عرب) | |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عمل صالح کی پہچان

ہم نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں یا ان کے علاوہ کچھ دوسرے نیک عمل بھی کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ ہمارے ان اعمال کی قبولیت کا انحصار کن امور پر ہے؟ یا بالفاظِ دیگر وہ کون کون سی شرائط ہیں جو قبولیتِ عمل کے لیے ناگزیر ہیں؟ جن کی رعایت رکھے بغیر نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا اور نہ ہی ان کی جزاء دیتا ہے؟ بلکہ وہ عمل صالح ہوتا ہی نہیں۔

وہ امور یا شرائط تین ہیں :

- پہلی شرط : صحتِ عقیدہ یا توحید باری تعالیٰ پر مکمل ایمان -
- دوسری شرط : اخلاصِ اللہ یا رباً و کاری اور دکھلاوے سے کھلی اجتناب -
- تیسری شرط : موافقتِ سنت کہ ہمارا وہ عمل نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے عین مطابق ہو۔

عمل صالح کی شرطِ اولیں : صحتِ عقیدہ

(توحید باری تعالیٰ پر مکمل ایمان)

صحتِ عقیدہ کا معنی اور اس کی سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر مکمل و غیر متزنزل ایمان ہو، اور اُس کے بارے میں یہ اعتقاد دلوں میں راسخ ہو کہ ہر قسم کی تولی، مالی اور بدنی عبادت کا مستحق صرف وہی ہے۔ اُس معبودِ برحق کے سوا اس پوری کائنات میں دوسری کوئی ہستی یا شخصیت ایسی نہیں جو لائقِ عبادت ہو، ہر قسم کے نفع و نقصان کی مالک اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ رزق دینا، اولاد عطا کرنا، بارش برسانا، مرض لگانا، شفاء بخشنا وغیرہ صرف اُس کی

قدرت و اختیار میں ہیں۔ اور وہی خالق و مالک کائنات ہمارا حقیقی معبود و مسجود ہے۔ اور جب کوئی شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتا ہے تو ان کلمات میں اسی بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ دل میں اسی بات کے یقین، زبان سے اسی کے اقرار و اعتراف اور اعضاءِ جسم سے اسی کے مطابق عمل کے مجموعے کا نام ہی ایمان باللہ یا توحید باری تعالیٰ ہے۔

یہ ایمان اور توحید اگر صرف زبانی حد تک رہیں اور عملی زندگی میں انہیں اختیار نہ کیا جائے تو یہ بھی فائدہ مند نہیں، کیونکہ بقول علامہ اقبال۔

زبان سے کہہ بھی دیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو کیا حاصل؟
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

توحید باری تعالیٰ:

توحید باری تعالیٰ اور خصوصاً توحید الوہیت کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، یہی وہ خاص بنیادی نقطہ ہے جس کی وضاحت کرنے اور جسے اپنے بندوں کے دلوں میں راسخ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ تمام انبیاء و رسل کی دعوت کا مرکزی موضوع یہی تھا۔ اور امام الانبیاء، خاتم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی مکئی دور کی ۱۳ سالہ پیغمبرانہ زندگی میں اپنی دعوت و تبلیغ کو اصلاح عقائد اور تعلیم توحید پر ہی مرکوز رکھا۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی موضوع پر خوب زور دیا ہے حتیٰ کہ قرآن کریم کی کل ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتوں میں سے چھیالیس (۸۶) سورتیں جو مکئی کہلاتی ہیں، اور نبی ﷺ کی مکئی زندگی میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی تھیں، ان سب کا مرکزی اور نمایاں موضوع یہی توحید خالص کی تعلیم اور شرک و بت پرستی سے نفرت و اجتناب ہے۔

اس موضوع پر ابتدائے آفرینش سے ہی زبردست توجہ دی گئی۔ اور اسی نقطہ کی وضاحت کے لیے انبیاء علیہم السلام نے سخت محنتیں کیں، تاکہ بندگانِ اللہ اپنے خالق و مالک کو پہچان سکیں، اُس کا عرفان حاصل کریں، اور ان کی جبین نیاز میں جب بھی سجدہ تڑپے تو اپنے مالک کی چوکھٹ پر ہی

سجدہ ریز ہوں، جب بھی عبادت کریں تو صرف اُسی کی کریں، پکاریں تو اُسی کو پکاریں، مانگیں تو اُسی سے مانگیں، ڈریں تو صرف اُسی سے ڈریں، جئیں تو صرف اُسی کے لیے جئیں، اور میں تو صرف اُسی کے لیے مریں اور اُس ارشادِ الہی کی عملی تصویر بن جائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝﴾ (1)

”آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور

میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔“

غرض لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ کر انسان یہ اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری کوئی ہستی یا شخصیت کسی بھی قسم کی عبادت کے لائق ہرگز نہیں ہے۔

اقسام عبادات

یہاں یہ بات پیش نظر رکھیں کہ عبادت صرف نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ کا نام ہی نہیں، بلکہ عبادت کی کئی قسمیں ہیں، مثلاً: قولی عبادات، مالی عبادات اور بدنی عبادات۔

① قولی عبادات :

(۱) قولی عبادات میں سے دعاء و پکار اور ذکر و اذکار بھی ہیں جبکہ دعاء و پکار کے عبادت ہونے کی دلیل سورہ مؤمن کی آیت نمبر: ۶۰ ہے جس میں ارشادِ الہی ہے :

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي

سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝﴾

”اور کہا تمہارے پروردگار نے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری فریاد رسی کرتا ہوں اور بیشک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم

(1) سورۃ الانعام، آیت: ۱۲۴۔

میں جائیں گے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دعاء کرنے یا پکارنے کو اپنی عبادت قرار دیا ہے جبکہ صحیح ابن حبان، مسند احمد، مستدرک حاکم اور سنن اربعہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) (2) ”دعاء و پکار عبادت ہے۔“

اگر کوئی شخص مشکل میں مبتلا ہو جائے تو مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے اسے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنی چاہیے، اُسے ہی پکارنا چاہیے، کیونکہ اس کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے، جیسا کہ سورہ نمل، آیت: ۶۲ میں ارشادِ الہی ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾

”کون ہے؟ [اللہ کے سوا] جو کسی پریشان حال کی پکار سنتا اور اس کی مشکل آسان

کرتا ہے۔“

جو شخص کسی مشکل وقت میں دربارِ الہی سے منہ موڑ کر مخلوقِ الہی میں سے کسی کی طرف متوجہ ہو جائے، مثلاً یا علیؑ، مدد، یا علیؑ، مشکل کشا، یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، یا غنّی (میری مدد کرو) کہے، یا کسی بھی فوت شدہ کو مافوق العادۃ یا سوپر نیچر امور میں مدد طلبی کے لیے پکارنے لگے تو یہ استغاثہ یا استعانت من غیر اللہ ہے، جو نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے صریح خلاف ہے چنانچہ سنن ترمذی و مسند احمد میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتْ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ)) (3)

”جب سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے کرو، اور جب مدد مانگو تو صرف اللہ تعالیٰ سے

مانگو۔“

(2) صحیح ابی داؤد: ۱۳۱۲، صحیح الترمذی: ۲۵۹۰، سنن ابن ماجہ: ۳۸۲۸، مسند احمد: ۲۷۶/۴، موارد الظمآن

حدیث ۲۳۹۶، الحاکم ۴۹۱/۱، کتاب الدعاء للنسائی، بحوالہ بلوغ المرام مع السبل ۲/۲۷۱

(3) صحیح الترمذی: ۲۰۲۳، مسند احمد: ۲۹۳/۳۰۳، صحیح الجامع الصغیر: ۹۵۷۔

نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے دوران یہ اعتراف ہوتا ہے :

﴿يَاكَ نَعْبُدُ وَيَاكَ نَسْتَعِينُ ۝﴾

”[اے اللہ!] ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔“

اگر مشکل پڑتے ہی غیر اللہ کی طرف منہ پھیر لیا تو اس وعدے کا کیا ہوگا؟ فَلْيَتَدَبَّرْ سورۃ یونس، آیت نمبر: ۱۰۶ میں ارشادِ الہی ہے :

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝﴾

”[اے نبی!] آپ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی کو مت پکاریں جو آپ کو نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی نقصان، پھر اگر [بالفرض] آپ ایسا کریں گے تو ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔“

سورۃ اعراف، آیت نمبر: ۵۵ میں فرمانِ الہی ہے :

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾

”تم اپنے پروردگار کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارو۔“

بخاری شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدَاءَ دَخَلَ النَّارَ)) (4)

”وہ شخص [جہنم کی] آگ میں داخل ہو گیا جو اس حالت میں مر گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی [دوسرے] شریک کو [اپنی مشکل کشائی و حاجت روائی میں] پکارتا تھا۔“

اگر کوئی شخص مشکل میں غیر اللہ کی دہائی دینے لگے تو سمجھ لیں کہ ایسے شخص کا عقیدہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اس نے کسی غیر اللہ کو بھی اس عبادت یعنی دعاء و پکار کا مستحق سمجھ لیا ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا لیا ہے جو کہ توبہ کے بغیر ناقابل معافی گناہ ہے۔

(۲) قولی عبادت میں سے ہی ذکر و اذکار بھی ہے۔ اور ذکر صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کرنا چاہئے جیسا کہ قرآن پاک کے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مختلف پیرایوں میں اس بات کی تاکید فرمائی ہے، مثلاً سورہ آل عمران، آیت: ۴۱ میں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا ۝﴾ ”اور اپنے رب کا بکثرت ذکر کریں۔“

سورہ اعراف، آیت: ۲۰۵ میں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾

”اور اپنے رب کی یاد کیا کرو، اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ۔“

سورہ مزمل، آیت: ۸ میں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝﴾

”اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں اور [تمام خلایق سے کٹ کر] اسی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔“

سورہ دہر، آیت: ۲۵ میں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝﴾

”اور اپنے رب کے نام کا صبح و شام ذکر کیا کریں۔“

سورہ جمعہ، آیت: ۱۰ میں فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾

”اور اللہ کا ذکر بکثرت کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

ان مقامات اور ایسی ہی کئی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ ذکر عبادت ہے۔ اگر کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے بِسْمِ اللہ کی بجائے مخلوقِ الہی میں سے کسی کا نام تبرکاً لے۔ مثال کے طور پر ایک آدمی کسی کام کا آغاز کرنے لگے تو ”یا پیر استاد“ کہہ کر شروع کرے، ایسے شخص کا عقیدہ ناقص شمار ہوگا کیونکہ اس نے اپنے اس فعل سے پیر استاد کو اللہ کے مقام پر لاکھڑا کیا ہے۔ اور اگر اس نے پہلے بِسْمِ اللہ پڑھ کر اللہ کا ذکر کر لیا اور پھر ”یا پیر استاد“ بھی کہہ دیا تو اس نے اپنے پیر استاد کو گویا اللہ تعالیٰ کی متوازی حیثیت دے دی، یا مساوی ذات قرار دے دیا۔ جبکہ یہ رویہ بھی توحیدِ خالص کے سراسر منافی ہے کیونکہ تقرب اور تبرک کے لیے ذکر صرف اللہ تعالیٰ ہی کا روا ہے کسی دوسرے کو بھی اسی انداز سے یاد کرنا عبادتِ الہی میں اُسے شامل کرنا ہے۔

② مالی عبادات :

اقسامِ عبادات میں سے دوسری قسم ہے ”مالی عبادات“، جیسے صدقہ و خیرات کرنا، ذبح کرنا یا قربانی دینا، زکوٰۃ ادا کرنا اور نذر و نیاز دینا وغیرہ۔ یہ سب بھی صرف لِوَجْهِ اللہ ہونی چاہئیں کیونکہ سورہ کوثر، آیت: ۲ میں ارشادِ الہی ہے :

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

”اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں، اور اسی کے نام کی قربانی دیں۔“

مسلم شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ)) (5)

”جس نے غیر اللہ کے لیے کوئی جانور ذبح کیا، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“

اور نذر و نیاز بھی صرف اللہ کے لیے ہونی چاہئے کیونکہ سورہ آل عمران، آیت: ۳۵ میں

(5) مختصر مسلم: ۱۳۶۱، صحیح الجامع: ۵۱۱۳

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا قصہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کی نذر ان الفاظ میں ذکر فرمائی ہے:

﴿رَبِّ اِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي﴾

”اے میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے، تیری نذر کرتی ہوں۔“

سورہ مریم، آیت: ۲۶ میں خود اُن کی نذر ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے :

﴿اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾

”میں نے رب رحمن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے۔“

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نذر و نیاز ماننا جائز نہیں ہے۔ نذر اللہ اور نیاز حسین کہنے اور اس نام پر خیرات سمجھ کر بھکاریوں کو پیسے دینے والوں کو اپنی ادا پر غور کرنا چاہیے۔ اب اگر مخلوق الہی میں سے کسی غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کریں، قبروں اور مزاروں پر چڑھاوے چڑھائیں اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دیں تو ہمارا یہ فعل، مالی عبادت میں کسی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا حصہ دار بنانا ہوگا جو کہ سراسر غیر اسلامی فعل، عقیدہ توحید کے منافی حرکت اور کھلا شرک ہے۔

③ بدنی عبادات :

عبادات کی اقسام میں سے تیسری قسم ہے ”بدنی عبادات“ جیسے نماز، حجگناہ، تہجد اور دیگر نوافل، ماہ رمضان المبارک کے فرضی روزے یا نفلی روزے اور حج و عمرہ وغیرہ۔

(۱) حج و عمرہ ایسی عظیم الشان عبادت ہے کہ اس میں مال خرچ ہوتا ہے، اس لیے مالی عبادت بھی ہے، ذکر و اذکار اور دعاؤں کے بکثرت مواقع ہونے کی وجہ سے یہ قولی عبادت بھی ہے، اور سفر کی مشقتوں کی بناء پر یہ بدنی عبادت بھی ہے۔ گویا حج مالی، قولی اور بدنی ہر قسم کی عبادت کا مجموعہ ہے۔

ایسے ہی سجدہ بھی بذاتہ ایک عبادت ہے۔ اور بدنی عبادات کی یہ سب اقسام بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں، کسی دوسرے کے لیے ان میں سے کوئی نفل بجلا نا غیر اللہ کو اللہ کی عبادت میں شامل کرنا ہے، اور یہ چیز تو حید الہی کے منافی ہے۔

(۲) ایک مسلمان جو حج تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے اور بیت اللہ کا طواف بھی اسی کی عبادت سمجھ کر کرتا ہے۔ اور یہ طواف سورہ حج کی آیت: ۲۹ ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ کی رو سے حکم الہی، عین عبادت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ یہ عبادت یعنی طواف بیت اللہ تو اس نے زندگی میں ایک آدھ مرتبہ ہی کیا، مگر کسی قبر کا طواف وہ کرتا ہی رہے تو یہ کھلا شرک ہے۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں بعض لوگ ایک پہاڑ ”کوہ مراد“ کو متبرک سمجھ کر اس کا طواف کرتے ہیں جو کہ سراسر شرک ہے۔

(۳) ایسے ہی مسلمان نمازوں میں تو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، جو قرآن کریم سورہ علق کی آیت: ۱۹ ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ کی رو سے حکم الہی، عبادت، ذریعہ نجات اور قرب الہی ہے مگر اُسے جب بھی موقع ملے تو وہ کسی ولی اللہ کی قبر پر ماتھا ٹیک دے، اس کے مزار کی چوکھٹ پر بھی جبین نیاز گر کرنے لگے، تو اُس کے ان افعال کو کیا نام دیا جائے گا؟ سوائے شرک اکبر کے۔ حق و انصاف کی نظر سے دیکھیں اور اللہ لگی کہیں، کیا ایسے آدمی نے کسی بزرگ کی آخری آرام گاہ یا پہاڑ کا طواف کر کے بیٹ اللہ شریف اور اس قبر و پہاڑ کو ایک جیسا مقام نہیں دے دیا؟ بلکہ اس سے بھی آگے سوچیں کہ اُس کے اس رویے نے ہر دو جگہ کا طواف کر کے یا ہر دو جگہ کے گرد پھیرے لگا کر، کسی اللہ والے کے مصرعہ (لَا مَعْبُودَ إِلَّا هُوَ وَلَا مَسْجُودَ إِلَّا هُوَ) ”اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور نہ ہی کوئی مسجود ہے“ کے تخیلے نہیں اڈھڑ کر رکھ دیئے؟ اب یہ تو مانا جاسکتا ہے کہ اُس کے دل میں اللہ اور غیر اللہ کے لیے ایک جیسا مقام ہرگز نہیں، مگر اس کا فعل یا زبان حال تو اُس کے دل کا ساتھ نہیں دے رہے۔

الغرض عبادات کے جتنے بھی انداز ہیں، انہیں کسی غیر اللہ کے لیے اختیار کرنا، صحت عقیدہ اور توحید باری تعالیٰ کے منافی ہے، ہمیں اپنے عقائد کی اصلاح کرنا چاہیے تاکہ آخرت کی زندگی میں اپنی عبادات کا ثمر پائیں۔ اللہ تعالیٰ کو نفع و نقصان کا مالک بھی سمجھیں، اور معبود واحد بھی قرار دیں، اور ساتھ ہی ساتھ شجر و حجر اور مزار و قبر سے بھی امیدیں وابستہ رکھیں تو پھر علامہ اقبالؒ کے ان الفاظ کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

ع جُوں سے تجھے اُمیدیں خدا سے نا اُمیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافر کی کیا ہے؟

سجدہ ایک عبادت؛ فاضل بریلوی کی نظر میں:

بدنی عبادات میں سے ہی ایک عبادت سجدہ کرنا بھی ہے، اور سجدے کا عبادت ہونا صرف سابق میں ذکر کی گئی سورۃ العلق کی آیت: ۱۹: ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ کی رو سے ہی عبادت نہیں بلکہ اس کا عبادت ہونا تو خود بریلوی مکتب فکر کے بانی و سرخیل عالم مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ارشادات و تعلیمات میں بھی مذکور ہے، چنانچہ قبروں اور مزاروں پر سجدے کرنے والوں کی ضیافت طبع اور لُحْمہ فکریہ کے لیے فاضل بریلوی کی تصریحات پیش خدمت ہیں:

موصوف اپنی کتاب ”الزبدۃ الزکیۃ فی سجدة التوحیة“ ص: ۵۸ پر لکھتے ہیں:

”بے شک سجدہ افعال عبادت سے ہے، سجدہ عبادت اور سجدہ تحیّات میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں، سجدہ تو سجدہ ہے۔ زمین بوسی کی نسبت درّ مختار [ص: ۶۹۹] کے حوالہ سے گزارا کہ (یُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَالِدِ) ”یہ بت پرستی کے مشابہ ہے“۔

اُن کے ان الفاظ سے غیر اللہ کو سجدہ کرنا اور زمین بوسی کرنا شرک و بت پرستی ثابت ہوا، جبکہ اس کی مزید وضاحت اور تعظیمی سجدہ کے حرام و گناہ کبیرہ ہونے کا ثبوت موصوف کی اسی مذکورہ کتاب کے صفحہ: ۸ پر مذکور ان الفاظ میں موجود ہے:

”سجدهٔ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرکِ مہین و کفرِ مبین اور سجدۂ تحییت [تعظیمی] حرام، گناہ کبیرہ بالیقین، اُس کے کفر ہونے میں اختلاف، علمائے دین کی ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عندا تحقیق وہ کفرِ صوری پر محمول“۔

اور قبروں یا مزاروں پر سجدہ کرنے کے علاوہ پیروں کو سجدہ کرنے اور اس فعل پر راضی ہونے والے پیروں کے کافر ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے مذکورہ کتاب کے ص: ۵۶ پر فاضل بریلوی لکھتے ہیں :

”یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ، ٹہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے ہیں اور اسے پایگاہ کہتے ہیں۔ بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے، اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے۔ پس اگر اسے اپنے پیر کے لئے جائز سمجھے تو کافر ہے۔ اور اگر اس کے پیر نے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کر کے راضی ہوا تو وہ ”شیخ“ خود بھی کافر ہے، اگر کبھی مسلمان بھی تھا“۔

نیز وہ لکھتے ہیں :

”اسی حرام سے فروتنی ہے، بزرگوں کو ملتے وقت اور انہیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت انہیں سجدہ یا ان کے لئے رکوع کرنا یا قریب رکوع تک ٹھکنا“۔ (6)

فاضل بریلوی کے ان ارشادات سے سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیمی کے ممنوع، شرک، حرام اور گناہ کبیرہ ہونے کی صراحت ہو گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو پیر یا بزرگ ایسے سجدۂ تعظیمی یا زمین بوسی کو دیکھ کر راضی ہو، وہ دراصل شیطان ہے۔ اور ان حرکات کا ارتکاب کرنے والے شیطان کے چیلے چانٹے ہیں، اور جب زندہ کے لئے ایسی حرکات کرنے والوں کو یہ کچھ کہا گیا ہے تو وہ لوگ خود اندازہ لگالیں جو فوت شدگان کی قبروں اور مزاروں پر جھکتے، انہیں چومتے، بوسہ دیتے اور قبر کی مٹی کو آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ان کے بارے میں کیا کیا ”القبابت“ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ منع و حرام ہے تو یہ بدرجہ اولیٰ ہوگا۔

(6) بحوالہ تعلیمات شاہ احمد رضا خاں بریلوی ص: ۱۳-۱۴ از مولانا محمد حنیف یزدانی

سجدہ تعظیمی کے بارے میں (فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن موسومہ ”کنز الایمان“ پر حاشیہ و تفسیر لکھنے والے) بریلوی مکتب فکر کے ایک دوسرے معروف عالم مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اپنی ”کتاب العقائد“ ص: ۱۰ پر لکھا ہے :

”آدم کو فرشتوں کا سجدہ، یہ سجدہ تعظیمی تھا جو خداوند تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ نے کیا تھا۔ اور سجدہ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ ہماری شریعت میں جائز نہیں، اور سجدہ عبادت پہلی شریعتوں میں بھی خدا کے سوا اور کے لئے جائز نہیں۔“ (7)



اقسام توحید

(۱) توحید اسماء و صفات، (۲) توحید ربوبیت،

(۳) توحید الوہیت و عبادت)

اسلامی عقائد میں سب سے پہلی اور بنیادی چیز ”توحید باری تعالیٰ“ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات اور ربوبیت و الوہیت میں یکتا و بے ہمتا مانا جائے، اس طرح توحید کی کل تین قسمیں بنتی ہیں :

① پہلی قسم : توحید اسماء و صفات۔

② دوسری قسم : توحید ربوبیت۔

③ تیسری قسم : توحید الوہیت یا توحید عبادت۔

① توحید اسماء و صفات :

توحید اسماء و صفات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں یا اپنے نبی

(7) بحوالہ تعلیمات شاہ احمد رضا خاں بریلوی ص: ۱۴

ﷺ کی زبان مبارک سے صادر ہونے والی صحیح احادیث میں اپنی ذات گرامی کی جو صفات با برکات اور جو اسمائے حسنی بیان فرمائے ہیں، انہیں حقیقی طور پر تسلیم کیا جائے۔ ان میں کسی قسم کا رد و بدل یا تاویل نہ کی جائے، نہ ان اسماء و صفات سے انکار کیا جائے، نہ ان صفات کو معطل قرار دیا جائے، اور نہ ہی مخلوقاتِ الہی میں سے کسی چیز کے ساتھ صفاتِ الہی کی تمثیل بیان کی جائے، مثلاً سورہ طہ، آیت: ۵ میں ہے:

﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾ ﴿اللَّهُ تَعَالَىٰ عَرْشُ جَلْوَهُ فَرَمَاہُ﴾۔

بخاری و مسلم شریف اور کتب سنن میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((يَنْزِلُ اللَّهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ إِلَىٰ سَمَاءِ الدُّنْيَا)) (8)

”اللہ تعالیٰ ہر رات [کے آخری حصہ میں] آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے۔“

اس آیت کریمہ اور حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی صفات، استواء اور نزول کا ذکر ہے۔

ایسے ہی قرآن کریم میں سمع و بصر وغیرہ اور احادیث میں ید [ہاتھ] اور قدم وغیرہ صفات مذکور ہیں، چنانچہ ید [ہاتھ] کا ذکر ترمذی و نسائی کی اس حدیث شریف میں ہے جس میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((يَدُ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ)) ”اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔“ (9)

اور قدم کا ذکر بخاری و مسلم اور ترمذی کی اس حدیث میں ہے جس میں نبی ﷺ کا

ارشاد ہے:

((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقَىٰ فِيهَا وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ حَتَّىٰ يَضَعَ رَبُّ

الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَىٰ بَعْضٍ وَتَقُولُ: قَطُّ قَطُّ بِعِزَّتِكَ

(8) بخاری: ۱۱۳۵، مختصر مسلم: ۳۸۹، صحیح ابی داؤد: ۱۱۶۷، صحیح الترمذی: ۳۶۷، ابن ماجہ: ۱۳۶۶

(9) صحیح ترمذی: ۱۷۶۰، صحیح نسائی: ۳۷۵۳

وَ كَرَمِكَ الخ) (10)

”جہنم میں لوگ ڈالے جاتے رہیں گے، اور وہ کچھ اور، کچھ مزید کی رت لگائے جائے گی یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا پاؤں اُس میں رکھ دے گا، جس سے وہ سٹکڑا جائے گی اور کہے گی: بس، بس، تیری عزت و کرم کی قسم...“

یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ ہیں جن میں قدم آیا ہے جبکہ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں [قدم] کی بجائے [درجل] کا لفظ آیا ہے۔ اور یہ لفظ بھی پاؤں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اگرچہ یہ ٹانگ کیلئے بھی بولا جاتا ہے۔

غرض ان تمام اسماء و صفات الہیہ پر مجمل ایمان لانا فرض ہے کہ یہ سب اس کی صفات ہیں۔ اور جیسے اس کی جلالت کے لائق ہیں، ویسی ہی ہیں، اور ان اسماء و صفات میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔ (11)

رہی یہ بات کہ استواء و نزول، سمع و بصر اور ید و قدم وغیرہ صفات الہیہ کی ہیئت و کیفیت بیان کی جائے۔ اور مخلوقات میں سے کسی چیز کے ساتھ ان کی مثال دی جائے تو یہ ناجائز و ممنوع ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے کسی نے استواء کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے فرمایا:

(أَلَا سْتَوَاءُ مَعْلُومٌ وَ الْكَيْفُ مَجْهُولٌ [وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بَدْعَةٌ])

”استواء تو معلوم ہے مگر اس کی کیفیت مجہول ہے [اور کیفیت کی کرید میں لگنا

بدعت ہے]“ (12)

(10) بخاری: ۴۸۲۸-۴۸۲۹، مختصر مسلم: ۲۱۶۷، صحیح الترمذی: ۲۶۱۰، صحیح الجامع: ۲۸۶۱ عن أنس رضی اللہ عنہ

وروی الترمذی فی روایة عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ بلفظ: ”..... يَضَعُ اللَّهُ عَلَيْهَا رِجْلَهُ“، دیکھیے: تفسیر

القرطبي ۱۹-۱۸/۹۱۷

(11) کتاب التوحيد شيخ محمد بن عبد الوهاب، ص: ۳۱۵

(12) شرح العقيدة الطحاوية بتتبع الالباني ص: ۳۱۳

کیونکہ سورہ شوریٰ آیت: ۱۱ میں ارشادِ الہی ہے :

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

”کائنات کی کوئی چیز اللہ کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔“

④ توحید ربوبیت :

توحید کی دوسری قسم ”توحید ربوبیت“ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ارض و سماء اور پوری کائنات کا خالق و مالک اور رازق تسلیم کیا جائے، جس کا اقرار ہم سورہ فاتحہ کے شروع میں یہ کہہ کر کرتے ہیں :

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

”ہر قسم کی تعریف ذاتِ الہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار [پالنے

والا] ہے۔“

بخاری و مسلم شریف میں نبی اکرم ﷺ کی زبان صدق ترجمان سے بھی توحید ربوبیت کا اقرار موجود ہے جبکہ آپ ﷺ نے فرمایا :

((أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ))

”اے اللہ! تو ہی ارض و سماء [اور ان میں موجود تمام کائنات] کا رب

[پروردگار] ہے۔“

اس توحید ربوبیت کا اقرار تو کفار و مشرکین بھی کیا کرتے تھے، جیسا کہ سورہ یونس کی آیت:

۳۱ میں ارشادِ الہی ہے :

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَ

الْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾

”[اے نبی!] ان سے پوچھیں، تمہیں آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ یہ

سماعت و بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو کون نکالتا ہے؟ اور اس نظام عالم کو کون چلا رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ پس انہیں کہہ دیجئے کہ پھر تم [حقیقت کے خلاف چلنے سے] پرہیز کیوں نہیں کرتے؟“۔

کفار و مشرکین کا اسی قسم کا توحید ربوبیت کا اعتراف سورہ مؤمنون کی آیت: ۸۴ تا ۸۹ میں بھی بانفصیل موجود ہے، جیسا کہ ارشادِ الہی ہے :

﴿قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ ۝﴾

”[اے نبی!] ان سے کہیں کہ بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے: اللہ کی، کہیں: پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے؟ ان سے پوچھیں: ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے: اللہ، کہیں: پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ان سے کہیں: بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے؟ اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کے لئے ہے، کہیں کہ پھر کہاں سے تم کو دھوکہ لگتا ہے؟“۔

اس توحید ربوبیت کا انکار کفر، اور اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت میں کسی دوسرے کو شامل کرنا شرک ہے جو کہ توبہ کے بغیر ناقابل معافی گناہِ کبیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اُن مسلمانوں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے جو نماز میں تو ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ﴾ پڑھ کر صرف اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہیں اور پھر بتکدستی دور کرنے،
روزی یا نوکری حاصل کرنے اور اولاد مانگنے کے لیے غیر اللہ کی چوکھٹ پہ چلے جاتے ہیں۔

﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ﴾ (13)

”کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟“

③ توحید الوہیت یا توحید عبادت:

توحید کی تیسری قسم ”توحید الوہیت یا توحید عبادت“ ہے، جس میں موحد مسلمان یہ اقرار و
اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اور پوری کائنات میں سے کوئی
ہستی، کوئی شخصیت اور کوئی چیز اس لائق نہیں کہ جو ہماری قوی، مالی یا بدنی، کسی بھی قسم کی عبادت
کی مستحق ہو۔ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا بھی یہی معنی ہے، اور اسی توحید کی قرآن پاک کے بے شمار
مقامات پر تعلیم دی گئی ہے۔ قرآن پاک کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے چھیالیس مکی سورتوں کا
مرکزی موضوع اسی توحید کی تعلیم اور شرک سے اجتناب کی دعوت ہے، اور تمام انبیاء و رسل
ﷺ کی دعوت و تبلیغ بھی اسی نقطہ کی وضاحت پر مرکوز تھی جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل،
آیت: ۲ میں اسی بات کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿يُنزِلُ الْمَلَكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا
أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ﴾

”اللہ تعالیٰ اس روح [نبوت] کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے، اپنے حکم سے
فرشتوں کے ذریعے نازل فرمادیتا ہے [اس ہدایت کے ساتھ کہ لوگوں کو]
آگاہ کر دو کہ میرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، لہذا تم مجھ ہی سے ڈرو“

اسی سورہ نحل کی آیت: ۳۶ میں فرمایا :

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾
 ”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا، اور اُس کے ذریعے سب کو خبردار
 کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت [کی بندگی] سے بچو۔“

سورہ بقرہ، آیت: ۱۶۳ میں ارشاد فرمایا :

﴿وَاللَّهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾
 ”اور تمہاری [تمام عبادتوں کا مستحق] تمہارا صرف ایک ہی معبود ہے، اُس کے
 سوا کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں، وہ بڑا رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“
 اسی سورہ بقرہ کی معروف و مبارک آیتُ الکرسی [آیت: ۲۵۵] کا آغاز ہی یوں ہوتا ہے :

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾
 ”اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ زندہ و جاوید
 ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔“
 اسی توحید الوہیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام، آیت: ۱۰۲ میں فرمایا ہے :

﴿ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاعْبُدُوهُ﴾
 ”اللہ تعالیٰ ہی تم سب کا رب ہے، اُس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، لہذا تم
 صرف اسی کی عبادت کرو۔“

سورہ آل عمران کی آیت شہادت (آیت: ۱۸) میں فرمان الہی ہے :

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَانِمًا بِالْقِسْطِ لَا
 إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾
 ”اللہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی [حقیقی] معبود نہیں اور

[یہی شہادت] سب فرشتوں اور تمام اہل علم نے بھی دی ہے، وہ انصاف پر قائم ہے، اُس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی معبود نہیں۔“

ان اور ان جیسی دیگر بے شمار آیات کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے بے شمار ارشادات بھی اسی مفہوم کے ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم اور سنن اربعہ میں ہے کہ جب نبی ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنے لگے تو انہیں فرمایا:

”اے معاذ! تمہارا سامنا اہل کتاب سے بھی ہوگا، لہذا تمہارا طریق کار یہ ہونا چاہیے کہ: ((أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ))

”سب سے پہلے انہیں دعوت دو کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی لائق عبادت نہیں۔“ (14)

صحیحین کے سوا دیگر کتب میں یہ الفاظ ہیں: ((فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا
أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) یا پھر یہ الفاظ ہیں: ((فَادْعُهُمْ إِلَى عِبَادَةِ اللَّهِ))
البتہ ان سب کا معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔

یہ سب توحید الوہیت یا توحید عبادت کی تعلیم ہے، مگر اقسام توحید میں سے یہی وہ قسم ہے جسے سمجھنے اور اپنانے میں بے شمار لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ادا کرتے ہیں، لہذا ہم اہل توحید مومن اور موحد مسلمان ہیں۔ حالانکہ ان سے کتنے ہی ایسے افعال سرزد ہوتے رہتے ہیں جو اہل توحید کو زیب نہیں دیتے، جن میں سے بعض کی نشاندہی ہم قولی، مالی اور بدنی عبادت کے ضمن میں کر چکے ہیں، مثلاً غیر اللہ کو پکارنا، کسی حجر و شجر، پہاڑ یا قبر کا طواف کرنا، غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا، غیر اللہ کے نام کی نذر ماننا اور

(14) بخاری مع الفتح حدیث: ۱۴۵۸-۱۴۹۶، مسلم مع نووی ۱/۱۹۶-۱۹۹، صحیح ابی داؤد: ۱۴۰۲، صحیح الترمذی:

۵۱۱، صحیح النسائی: ۲۲۸۳، ابن ماجہ: ۱۷۸۳، صحیح الجامع: ۲۲، ۹۶، ۲۲۹۸

ما فوق الفطرت امور میں کسی غیر اللہ سے استغاثہ کرنا اور مدد و استعانت طلب کرنا وغیرہ۔
یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص اور اُس کی عبادت ہیں، اور ان میں سے کوئی امر بھی کسی
غیر اللہ کے لیے بجالانے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شرک قرار دیا ہے۔

انجام شرک؛ قرآن کی روشنی میں:

شرک، اللہ کے اسماء و صفات میں ہو یا اُس کی ربوبیت میں یا چاہے شرک اُس کی عبادت
میں سے کسی عبادت میں ہو، ہر شکل میں یہ انتہائی ہلاکت انگیز، بلا خیر اور ایمان لیوا گناہ ہے۔
یہی وجہ ہے کہ سورہ انعام کے دسویں رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ پیغمبروں کا نام بنام ذکر
کرنے کے بعد آیت: ۸۸ میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

”اور اگر وہ لوگ بھی شرک کرتے تو اُن سب کے تمام اعمال غارت ہو جاتے۔“

سورہ زمر، آیت: ۶۵ میں خود سرور کائنات ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ أَضَلُّوا سُبُلًا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كَانُوا فَاعِلِينَ أُولَٰئِكَ يَحْمِلُونَ وِجْرَتَهُمْ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُحْمَلُونَ عَلَى الْوُجُوهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ﴾

﴿عَمَلِكُمْ وَلِتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

”[اے نبی!] آپ کی اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ
وجی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا، اور تم
خسارے میں رہو گے۔“

اندازہ کریں کہ جس گناہ سے باز رہنے کے لیے انبیاء کرام اور امام الانبیاء صلوات اللہ
وسلامہ علیہم اجمعین کو اس قسم کا خطاب کیا گیا ہو، اگر کوئی امتی اُس گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اُس
کا کیا حشر ہوگا؟ جدُّ الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے سورہ حج، آیت: ۲۶ میں
فرمایا ہے:

﴿وَأَذِ بُوًّا أَنَا لِأَبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا﴾

”اور [یاد کرو وہ وقت] جبکہ ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر [خانہ کعبہ] کی تجویز کی تھی، تو انہیں ہدایت کی تھی کہ [میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں]۔“

قرآن کریم میں حضرت لقمان عَلَيْهِ السَّلَامُ کی وصیتیں معروف ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو دوران وعظ کی تھیں، اُن میں سے سب سے پہلی وصیت یہی تھی :

﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (15)

”بیٹا! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، بے شک شرک ایک عظیم ظلم ہے۔“

آج اگر کسی ملک کے حاکم کی کوئی شخص بغاوت کرے، اور اس کی متوازی حکومت قائم کرنا چاہے تو حاکم کے لیے وہ شخص انتہائی ناگوار ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ اُس باغی کی سزا قتل قرار پائی ہے۔ اب جسارت دیکھیں اُس بندہ کی جو مملک الملوک اور شہنشاہ کائنات کی بغاوت پر اتر آتا ہے اور اُس کی عبادت میں غیر اللہ کو متوازی حیثیت دے دیتا ہے، ایسا شخص غضبِ الہی کا مستحق کیوں نہ ہوگا؟

اللہ تعالیٰ انتہائی رؤوف ورحیم، اور غفور و عفا ر ہے، مگر شرک کے معاملہ میں سورہ نساء، آیت: ۴۸ میں اُس نے فرمایا ہے :

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ بس شرک کو ہی معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا جس قدر بھی گناہ ہیں، وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس نے کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا، اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ کر بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔“

سورہ مائدہ، آیت: ۷۲ میں تو اللہ نے بڑے شدید لہجہ میں مشرک کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾

”جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا، اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا [آخری] ٹھکانا نارِ جہنم ہے، اور ایسے ظالموں کا [اُس دن] کوئی مددگار نہیں ہوگا۔“

انجام و تردیدِ شرک؛ حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں:

شرک کی مذمت و تردید اور اہل شرک کا انجام بد اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرح ہی نبی آخر الزماں ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں بھی متعین ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم اور ابو داؤد و نسائی شریف میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اجْتَبُوا السَّبْعَ الْمَوْبِقَاتِ:))

”سات ہلاکت انگیز و بلا خیز چیزوں سے بچو۔“

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون کون سی ہیں؟ تب آپ ﷺ نے ان ساتوں کو ایک ایک کر کے شمار فرمایا۔ اور ان ساتوں میں سے سب سے پہلے جس کا نام لیا وہ تھا:

((الشِّرْكُ بِاللَّهِ...))

”اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو [اس کی ذات و صفات یا عبادات میں] شریک کرنا۔“

اور اس کے بعد نبی ﷺ نے جاؤ و قتلِ ناحق، سُود خوری، یتیم کا مال کھا جانے، جہاد کے دن میدان سے فرار ہونے، اور پاکدامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانے کے گناہ

گنوائے۔ (16)

نبی ﷺ کے اس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا ہلاکت انگیز جرم اور بلا خیز گناہ کبیرہ ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا :

((الَا أُبَيِّنُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ؟))

”کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے بھی سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟“

آنحضرت ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تب آپ ﷺ نے چار گناہوں میں سے سب سے پہلے جس کا نام لیا، وہ تھا :

((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ...)) ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔“

اس کے بعد والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا ذکر فرمائے۔ (17)

صحیح مسلم و مسند احمد اور صحیح ابن خذیمہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((ثَنَتَانِ مُؤَجِبَتَانِ...)) ”دو چیزیں واجب کر دینے والی ہیں۔“

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ، وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (18)

”جو آدمی اس حالت میں مر گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ [اس کی ذات و صفات یا

(16) بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، صحیح الجامع ۹۲/۱، ارواء الغلیل ۱۲۰۲، ۱۳۳۵، ۲۳۶۵

(17) بخاری: ۶۶۶۱، مختصر مسلم: ۴۷، صحیح ابی داؤد: ۲۳۹۸، صحیح النسائی حدیث: ۳۳۳۲،

صحیح الجامع: ۱۴۳، نقلہ اہلبیت فی الروا ج ۲۷/۱، والذہبی فی الکبائر ص: ۸

(18) مختصر مسلم لابانی: ۵۲، صحیح الجامع: ۶۵۵۱

اس کی عبادت میں [کسی کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ دوزخ کی آگ میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ [اس کی ذات و صفات یا اس کی عبادت میں] کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا :

((أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ))

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ] تو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے، حالانکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔“

اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل و زنا کا ذکر فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان کی آیت: ۶۸ نازل فرمادی :

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾

”[اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے وہ ہیں] جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے، نہ کسی کو ناحق قتل کرتے ہیں، اور نہ ہی زنا کرتے ہیں، اور جو کوئی ان امور کا ارتکاب کرے، وہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔“ (19)

بخاری شریف میں ارشادِ رسالت آج صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((الْكِبَايْرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوفُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْبَيْمِينِ الْعَمُوسُ))

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔“

ابن ماجہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
(لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ أَوْ حُرِّقَتْ))

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت بنانا، چاہے تمہیں قتل ہی کیوں نہ کر دیا جائے اور آگ میں ہی کیوں نہ جلا دیا جائے“۔ (20)

تعلیمات شیخ جبیلانی؛ عقیدہ توحید کے متعلق:

حضرت شیخ عبدالقادر جبیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی یا آپ کے مزار کو تو لوگوں نے شرک کا ذریعہ بنا لیا ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود عقیدہ توحید میں بڑے پختہ کار تھے، اور اس سلسلہ میں ان کی تعلیمات نہایت ایمان افروز ہیں۔ چنانچہ وہ خالق کو چھوڑ کر کسی مخلوق سے مانگنے والے کو وہ بے عقل قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان کی تصنیف ”الفتح الربانی“ کی مجلس اول ص: ۴ پر ہی لکھا ہے:

”وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، اور تمام اشیاء اُسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ اے غیر اللہ سے طلب کرنے والے! تو عقل مند نہیں ہے۔ کیا کوئی ایسی چیز بھی ہے جو اللہ کے خزانوں میں نہ ہو؟ جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے [سورہ حجر، آیت: ۲۱ میں] فرمایا ہے:

”کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کے خزانے ہمارے پاس نہیں۔“

وہ ہر چیز کا فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے تھے، اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی دخل نہیں مانتے تھے جیسا کہ اُن کی کتاب ”فتوح الغیب“ مقالہ نمبر: ۳ میں لکھا ہے :

”ہر کام کا حقیقی فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور اللہ کے سوا حرکت دینے والا اور ٹھہرانے والا کوئی نہیں، خیر و شر، نفع و نقصان، منع و عطاء، بست و کشاد، موت و حیات، عزّت و ذلّت اور

امیری و فقیری، اللہ کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔“ (21)

صرف اللہ ہی کے ہر قسم کے نفع و نقصان پر قادر ہونے کے بارے میں انہوں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”غنیۃ الطالبین“ [طبع نول کشور] میں لکھا ہے :

”اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا ہے، لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے، اُس کے سوا کسی مخلوق کو کوئی چارہ کار نہیں، اگر تمام مخلوقات مل کر کسی کو نفع پہنچانا چاہیں جو اللہ نے اس کے مقدر میں نہیں لکھا تو وہ اُسے نفع نہیں پہنچا سکتیں۔ اور اگر تمام مخلوقات کسی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائیں جو اللہ نے اُس کی قسمت میں نہیں لکھا، تو وہ اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ارشادِ الہی ہے: ”اگر آپ کو اللہ تکلیف پہنچائے تو اُسے اُسی کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل و کرم پہنچاتا ہے۔“

پیر صاحب موصوف کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر کوئی نہیں بدل سکتا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ”فتوح الغیب“ مقالہ نمبر: ۴۲ میں لکھتے ہیں :

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا، مجھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لڑکے! تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو نگاہ میں رکھ [یعنی اُس کے احکام و حدود کی حفاظت کر] اللہ تجھے اپنی حفاظت میں رکھے گا اور تو اسے مدد کرنے والا پائے گا۔ اور جب تو سوال کرے تو صرف اللہ ہی سے کر۔ اور جب تو مدد چاہے تو صرف اللہ ہی سے مدد مانگ۔ کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے، اُسے لکھ کر تقدیر کا قلم خشک ہو چکا ہے۔ اور اگر تجھے تمام بندے ایسا فائدہ پہنچانا چاہیں جو تیری تقدیر میں نہیں لکھا ہے، تو وہ اس کام پر قدرت نہیں رکھتے اور اگر تمام لوگ ایسا نقصان پہنچانا چاہیں جو تیرے مقدر میں نہیں لکھا گیا تو وہ اُس کام پر

(21) فتوح الغیب للجبلی، مقالہ نمبر ۳

قدرت نہیں رکھتے۔“ (22)

اس مذکورہ حدیث کو نقل کر کے موصوف فرماتے ہیں:

”ہر مومن کو چاہیے کہ اس حدیث شریف کو اپنے دل کا آئینہ، اپنا اوڑھنا بچھونا اور ہر وقت کا موضوع گفتگو بنالے، اور اپنی تمام حرکات و سکنات میں اس پر عمل کرے، تاکہ دنیا و آخرت میں سلامت رہے اور اللہ کی رحمت کے ساتھ عزت پائے۔“ (23)

حاجت روا اور مشکل گشا کون؟

شیخ عبدالقادر جیلانی ”فتوح الغیب“ کے ص: ۳۰ پر لکھتے ہیں:

”تجھے صرف ایک ہی سے مانگنا چاہیے، اور تجھے دینے والا بھی صرف ایک ہی ہے اور تیرا مقصود بھی ایک ہی ہے، اور وہ تیرا پروردگار ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہوں کی پیشانیاں اور تمام مخلوق کے دل ہیں۔“

وہ اپنی کتاب ”الفتح الربانی“ ص: ۱۵ پر لکھتے ہیں:

”اُسی اللہ سے سب کچھ مانگو، غیر اللہ سے نہ مانگو، اپنے جیسی مخلوق کے سامنے ذلیل نہ ہو، سوال بھی اُسی سے کرو، اور تیرا معاملہ صرف اُسی کے ساتھ ہو، کسی دوسرے کے ساتھ نہ ہو۔“

اسی کتاب ”الفتح الربانی“ میں بہت آگے چل کر ص: ۵۴۳ پر لکھتے ہیں:

”مومن لوگ اپنے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، اور صرف اُسی سے ہی امید رکھتے ہیں، اپنی حاجتیں اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں، کسی دوسرے کے سامنے نہیں، وہ صرف اُسی کے دروازے کی طرف لوٹتے ہیں، کسی دوسرے کی چوکھٹ پر نہیں جاتے۔“

اسی کتاب کے ص: ۳۰۹ پر لکھتے ہیں:

(22) صحیح الترمذی ۲۰۴۳، مسند احمد ۲۹۳/۳۰۳

(23) بحوالہ مرشد جیلانیؒ کے ارشادات حقانی ص: ۸۲-۸۶، مؤلفہ مولانا محمد حنیف یزدانی

”تجھ پر افسوس ہے! اگر اللہ تجھے مخلوق کے ہاتھوں نفع پہنچانا چاہے گا، تو نفع پہنچائے گا، اور اگر نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے گا تو ایسا ہی ہوگا۔ وہی ان کے دلوں کو مٹا کرنے والا ہے۔ اور وہی نرم یا سخت بنانے والا، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ وہی دینے والا اور وہی نہ دینے والا ہے، وہی عزت و ذلت اور بیماری و صحت دینے والا ہے، وہی پیٹ بھرنے والا اور وہی بھوکا رکھنے والا ہے، وہی پہنانے والا، اور وہی ننگا رکھنے والا، وہی حُسن اور وہی وحشت طاری کرنے والا ہے، وہی اوّل وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہی سب کچھ ہے نہ کہ کوئی دوسرا“۔

غنیۃ الطالبین [عربی اُردو، مطبع نول کشور] ص: ۱۱۳ پر لکھتے ہیں :

”اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے مقدر میں روزی لکھ دی اور تقسیم کر دی ہے اور اُس سے کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی اسے کوئی روک سکتا ہے نہ اس میں کوئی درشتی و سختی واقع ہو سکتی ہے، نہ نعمت و نرمی، اور کوئی شخص کل کی روزی آج نہیں کھا سکتا۔ اور نہ ہی زید کا حصّہ عمر و [یا کسی دوسرے] کو مل سکتا ہے“۔

غنیۃ الطالبین ہی کے ص: ۶۶۳ پر لکھتے ہیں :

”اللہ کے بنائے ہوئے [اور اُس کے حکم] کو کوئی ردّ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی اس کے بنائے ہوئے میں کوئی تبدیلی کر سکتا ہے۔ جسے اس نے عزّت دی، اُسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ اور جسے اُس نے ذلیل کر دیا، اُسے کوئی عزّت دینے والا نہیں۔ جسے اللہ نے جمعیت بخشی، اسے کوئی پراگندہ نہیں کر سکتا [اس کا شیرازہ نہیں بکھیر سکتا] اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے“۔

وہ غنیۃ الطالبین ہی کے ص: ۷۵ پر رقمطراز ہیں :

”[تورات میں ہے] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وہ شخص ملعون ہے جو کسی اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ کرتا ہے“۔ بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”مجھے اپنی عزّت و بزرگی اور



جلال کی قسم! جو شخص میرے سوا کسی دوسرے سے امیدیں رکھتا ہے، میں اس کی اُمید ضرور قطع کروں گا۔ اور اُسے ان ہی لوگوں کے مابین ذلیل و خوار کروں گا۔ اُسے اپنی قربت سے دور اور وصل سے محروم کر دوں گا۔ آیا سختی کے وقت میرے سوا دوسروں سے امیدیں رکھتے ہو؟ اور اپنے خیالات سے غیروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہو؟ حالانکہ ان کے دروازوں پہ تالے پڑے ہیں۔ اور ان کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔“ (24)

شُرک اور اس کی سزا:

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نزدیک مذکورہ بالا سارے امور شرک ہیں۔ اور مشرک کی سزا اور اس کی بخشش نہ ہونے کے بارے میں غنیۃ الطالبین ہی کے ص: ۱۳۰ پر فرمایا ہے:

”حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا حساب لے گا، سوائے اُس شخص کے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا۔ اس کا حساب نہیں لیا جائے گا، بلکہ اسے سیدھا جہنم میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔“

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ”فتوح الغیب“ میں لکھا ہے:

”شُرک صرف بُت پرستی ہی کا نام نہیں، بلکہ نفس پرستی بھی شُرک ہے۔“

یعنی اللہ کے احکام اور اس کے فرامین کو چھوڑ کر خواہشات کی پیروی کرنا، رسم و رواج کی پابندی، اور خواہشات برادری پر عمل پیرا ہونا بھی شُرک ہے۔

قبروں پر سجدے کرنے والے لوگ پیر جیلانیؒ کے نظریہ توحید کے بارے میں ان ایمان افروز ارشادات پر غور فرمائیں! موصوف غنیۃ الطالبین کے ص: ۸۷ پر رقمطراز ہیں:

”حضرت قیس بن سعدؓ سے مروی ہے کہ میں حیرہ کی طرف گیا تو دیکھا کہ لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ اے اللہ

(24) بحوالہ مرشد جیلانیؒ کے ارشادات حقانی ص: ۱۰۳ تا ۱۰۷

کے رسول ﷺ! آپ ﷺ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ لوگ آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بتا، اگر تو میری قبر کے پاس سے گزرتا، تو کیا قبر کو سجدہ کرتا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرو تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ کیونکہ اللہ نے مردوں کے عورتوں پر ایسے ہی حقوق مقرر فرمائے ہیں۔“

بُت یا صنم کیا ہے؟ اس سلسلہ میں پیر جیلانی موصوف اپنی کتاب ’الفتح الربانی‘، مجلس نمبر: ۳۸ میں لکھتے ہیں :

”اے انسان! تو یہ کہتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔“ حالانکہ تیرے دل میں کئی معبودان باطلہ جاگزیں ہیں۔ اللہ کو چھوڑ کر ہر وہ چیز جس پر تو [ما فوق الفطرت امور میں] بھروسہ کرے یا امیدیں وابستہ کرے، وہ تیرا بُت ہے۔“ (25)

حضرت جیلانیؒ نے اپنے مریدوں کے نام جو آخری پیغام چھوڑا ہے، وہ ان کی کتاب ”فتوح الغیب“ میں مذکور ہے، جو کچھ یوں ہے کہ مرض وفات میں آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالوہابؒ نے عرض کیا کہ مجھے ایسی وصیت فرمائیے جس پر میں آپ کے بعد عمل پیرا ہوسکوں، تو انہوں نے فرمایا : ”تجھ پر لازم ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ، اور اس کی مخلوق میں سے کسی سے خوف زدہ نہ ہو۔ اللہ کے سوا کسی سے امیدیں اور حاجات وابستہ نہ کر اور ہر حاجت اُسی سے طلب کر۔ اللہ کی توحید ذات و صفات میں پختہ کار رہ، کیونکہ توحید باری تعالیٰ پر سب کا اجماع و اتفاق ہے۔“ (26)

بدفالی یا بد شگونی:

اسلامی عقائد کی بنیاد یہ ہے کہ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہو کہ اس پوری کائنات کا خالق و مالک اور تمام امور کی تدبیر و تصرفات میں مختارِ گل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مخلوق میں سے کسی

(25) بحوالہ مرشد جیلانیؒ کے ارشاداتِ حقانی ص: ۱۱۰-۱۱۵-۱۱۷-۱۱۸-۱۲۰

(26) بحوالہ سابقہ ص: ۱۵۳

شخصیت کو کاروبارِ جہان کے انتظام اور بنی آدم کے امور کی تدبیر میں کوئی دخل حاصل نہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی کو یہ اختیار بھی نہیں کہ وہ کسی کی قسمت بگاڑے یا سنوارے، کسی کا کام روک دے اور کسی کا ہونے دے۔ نفع و نقصان پہنچانا صرف مالکِ ارض و سماء ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس قسم کے تمام شکوک و شبہات کا ازالہ خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس آیت: ۴۹ میں فرما دیا ہے، اور اپنے اشرف المخلوق نبی ﷺ کی زبان سے کہلوادیا ہے :

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾

”[اے میرے نبی! لوگوں سے] کہہ دیں کہ میں تو خود اپنے نفع و نقصان کا بھی کوئی اختیار نہیں رکھتا، سوائے اُس کے جو اللہ چاہے۔“

اور اسی سورۃ یونس کی آیت: ۱۰۷ میں ارشادِ الہی ہے :

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾

”اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچا دے تو اسی کے سوا اُس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی بھلائی عطا کرنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے فضل کو نہیں روک سکتی۔“

ان قرآنی آیات کی رو سے جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کے نفع و نقصان کا مالک نہیں اور نہ ہی کوئی کسی کی قسمت سنوار سکتا ہے اور نہ بگاڑ سکتا ہے، تو پھر معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ آج بے شمار لوگ عجیب و غریب خیالات کا اظہار کرتے پھرتے ہیں؟ کوئی سمجھتا ہے کہ بلی راستہ کاٹ گئی ہے اور میں جس کام کے لئے جا رہا تھا وہ اب نہیں ہو سکے گا۔ کوئی گھر سے کسی کام کے لئے روانہ ہوا، اور پیچھے سے کوئی آواز دے دے تو جانے والا وہیں ہتھیار پھینک دیتا ہے کہ بس اب جانا فضول ہے، میرا کام نہیں ہو پائے گا۔ کسی کو روانگی کے وقت چھینک آگئی ہے جو نحوست کی



علامت بنا دی گئی ہے، کوئی کہتا ہے، کیا کہیں جی! آج تو سارا دن ہی برباد ہو گیا ہے کیونکہ صبح گھر سے نکلتے ہی فلاں شخص سے سامنا ہو گیا تھا۔

کوئی ماہِ صفر کو منحوس سمجھتا ہے، کچھ منگل وار کو شمال کی طرف سفر کرنا کامی کی نشانی سمجھتے ہیں۔ یہ تمام خیالات و نظریات زمانہ جاہلیت کی یادگاریں ہیں، جوں جوں عقیدہ توحید پر سے ہماری گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے، ایمان کمزور ہو رہا ہے اور ہم پر ضعیف الاعتقادی غالب آرہی ہے اور یہ جاہلانہ تصوّر جنم لے رہے ہیں

نبی اکرم ﷺ کی بعثت و نبوت سے قبل عرب بھی اس قسم کی بدشگونیاں یا بدفالی لینے کا عقیدہ رکھتے تھے، بیماری میں پھوت چھات کے قائل تھے، پرندہ اڑا کر فال نکالا کرتے تھے، اور اگر وہ دائیں جانب اڑ گیا تو سمجھ لیتے کہ ہم جس کام پر روانہ ہو رہے ہیں وہ ہو جائے گا۔ اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب اڑ جاتا تو کام نہ ہونے کا یقین کر کے اُس دن وہ گھر میں ہی بیٹھ جاتے تھے۔ اُلُو کی آواز سے بدشگونی لیتے تھے، ماہِ صفر اور چہار شنبہ [بدھ وار] کو منحوس سمجھتے تھے۔ ماہِ شوال میں شادی بیاہ کو اچھا نہیں جانتے تھے۔ ہواؤں کے چلنے، موسم بدلنے اور بارش ہونے کو ستاروں کی تاثیر قرار دیتے تھے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر ایک رات بارش ہوئی، صبح کی نماز پڑھا کر نبی ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

((أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟))

”کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ((اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ))

”اللہ اور اُس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

((أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ))

” آج صبح میرے بہت سے بندے مؤمن ہو گئے اور بہت سے کافر۔“

((فَأَمَّا مَنْ قَالَ : مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِئِي وَكَافِرٌ

بِالْكَوْكِيبِ))

”پس جس نے یہ کہا کہ ہم بارش اللہ کے فضل و کرم اور اسکی رحمت سے دیئے

گئے ہیں، وہ مجھ پر ایمان لایا اور اس نے ستاروں سے کفر کیا۔“

((وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنُورٍ كَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِئِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكِيبِ))

”اور جس نے یہ کہا کہ ہم فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش دیئے گئے ہیں تو

اس نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔“ (27)

بھوت پریت پر بھی اس طرح یقین رکھتے تھے کہ بھوت طرح طرح کی شکلیں بدل کر لوگوں

کو غلط راستے پر ڈالتے ہیں اور گشت و خون کرجاتے ہیں۔ (28)

یہ تمام امور چونکہ عقیدہ توحید اور ایمان باللہ کے خلاف تھے، ان سب سے شرک کی بو آتی

تھی، لہذا ان شرکیہ نظریات کو رد کرنے اور شرک اکبر کی طرف لے جانے والے ان چور

دروازوں کو بند کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے انہیں باطل قرار دیا ہے۔

چنانچہ ابو داؤد، صحیح ابن حبان اور مسند احمد میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((الطَّيْبَةُ شُرْكَ ، الطَّيْبَةُ شُرْكَ ، الطَّيْبَةُ شُرْكَ))

”پرنده اڑا کر بدشگونی لینا شرک ہے، پرنده اڑا کر فال بد لینا شرک ہے، پرنده

اڑا کر فال بد لینا شرک ہے۔“ (29)

(27) بخاری: ۸۳۶، مسلم مع نووی ۵۹۲/۱-۶۰، الزواجر المیتھی ۱۱۰/۲۔

(28) تقویۃ الایمان شاہ شہید ص: ۸۵ تا ۹۰، تطہیر الجمعات قاضی احمد بن حجر ص: ۲ تا ۶ کتاب التوحید

ص: ۲۳ تا ۲۵ مع الشرح۔

(29) صحیح ابی داؤد: ۳۳۰۹، موارد النظمآن: ۴۲۷، مسند احمد ۴۳۸/۱، الصحیح لئالبانی: ۴۳۰، ہدایۃ المستقید



ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے :

((مَنْ رَدَّتْهُ الطَّيْرَةُ مِنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ، قَالُوا: فَمَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟
قَالَ: أَنْ تَقُولَ: اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ
غَيْرُكَ))

”جس شخص کو پرندے سے لی گئی فال بدلانے کا اپنے کام سے روک دے، اُس نے شرک کیا“۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا کفارہ یہ دعاء ہے:

((اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ))
”اے اللہ! تیری خیر کے سوا کوئی خیر نہیں، تیری تقدیر کے سامنے کوئی پرندہ کچھ نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں“۔ (30)

تحفظ عقیدہ کے لیے دُور رس تدابیر نبوی ﷺ:

جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ کام پر روانہ ہونے سے قبل ہی چھینک آگئی یا بلی راستہ کاٹ گئی یا پیچھے سے کسی نے آواز دے دی ہے، تو اب میرا کام نہیں ہوگا، اس نے دانستہ یا جان بوجھ کر نہیں تو نادانستہ یا انجانے میں بلی یا پیچھے سے آواز دینے والے کو نفع و نقصان کا مالک قرار دے دیا ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، ایسے ہی جو آدمی ماہِ صفر یا شوال کو اور روزِ منگل یا بدھ کو منحوس قرار دیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے انتظام کو ناقص قرار دیتا اور اس کی تقسیم کو غلط سمجھتا ہے۔

پرندہ اڑا کر کام ہونے یا نہ ہونے کی فال لینے والا پرندے کو کیا سمجھ بیٹھا ہے؟ کیا اُسے اللہ تعالیٰ کے خاصہ غیب دانی سے کچھ حصہ ملا ہوا ہے؟ بھئی! یہ سب شیطان کی چالیں ہیں۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ مسلمان کھلے طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائے گا۔ تب وہ اُسے

(30) صحیح الترمذی، ۱۳۱۴، ابن ماجہ، ۳۵۳۸، مسند احمد، ۲/۲۰۲، مجمع الزوائد، ۵/۱۰۵، صحیح الجامع، ۶۲۶۳،
الصحیح، ۵۴/۳ حدیث: ۱۰۹۵، ہدایۃ المستفید، ۲/۵۸-۲۵۹

ان چور دروازوں میں داخل ہونے کی ترغیب دینے لگتا ہے، اور اپنے حربے میں وہ کافی کامیاب جا رہا ہے کیونکہ آج جاہلانہ رسوم و نظریات نے پھر سے بال و پر نکالنے شروع کر دیئے ہیں بلکہ کثیرا افراد معاشرہ کے دلوں میں انہوں نے نرم گوشہ بنا لیا ہے جبکہ ہمارے رسول رحمت ﷺ نے چودہ سو برس پہلے ان نظریات کی کھلے طور پر تردید کر دی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفْرًا))

”بیماری میں چھوت چھات کو ماننا، پرندہ اڑا کر فال لینا، اُلُو کی آواز سے بدشگونی لینا اور ماہِ صفر کو محسوس سمجھنا فضول باتیں ہیں۔“ (31)

صحیح بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے ((لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفْرًا)) فرمایا تو ایک اعرابی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اچھے بھلے ہرنوں کی طرح اونٹ ریگستان میں ہوتے ہیں، ایک خارش زدہ اونٹ اُن میں آکر مل جاتا ہے اور سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَمَنْ أَعْدَى [أَجْرَبَ] الْأَوَّلَ؟)) اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ چھوت چھات اور بیماری متعدی ہوتی ہے تو یہ بتائیں کہ ”اس پہلے اونٹ کو بیماری کیسے اور کہاں سے لگ گئی؟“۔ (32)

مسلم شریف میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((لَا نَوْءَ وَلَا عُؤْلَ)) (33)

”بارش ہونے میں بوجوں یا ستاروں کی تاثیرات اور بھوت پریت سب بیکار باتیں ہیں۔“

(31) بحوالہ مشکوٰۃ: ۴۵۷۷، صحیح الجامع: ۵۲۷ تا ۵۳۴

(32) بخاری، حدیث: ۵۷۰۷، ۵۷۱۷، مسلم مع نووی ۲۱۳/۱۴، مشکوٰۃ: ۴۵۷۸، صحیح الجامع: ۵۲۹

(33) مسلم مع نووی ۲۱۶/۱۴، [لَا نَوْءَ] کے الفاظ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما اور [وَلَا عُؤْلَ] کے الفاظ حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہیں، نیز دیکھیے: مشکوٰۃ: ۴۵۷۹، ۴۵۸۰، صحیح الجامع: ۵۲۱ تا ۵۳۴

اس حدیث میں صرف ایک جملہ قدرے وضاحت طلب ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:
 ((لَا عَدْوَى)) ”پھٹوت چھات کوئی چیز نہیں۔“

یا بالفاظِ دیگر کوئی مرضِ مشیتِ الہی کے بغیر ایک سے دوسرے تک منتقل نہیں ہو سکتا۔ دراصل عہدِ جاہلیت میں لوگوں کا تصور یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی کوئی ہستی موجود ہے جو بناؤ بگاڑ، مرض و شفاء اور دیگر امور کا اختیار رکھتی ہے جو کہ سراسر شرک ہے۔ اس انداز سے سوچنے والے شخص کے دل سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا صحیح تصور معدوم و ختم ہو جاتا ہے اور اس کے برعکس غیر اللہ کی طاقت و اختیار کا تصور راسخ ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ سے ہونے اور غیر اللہ سے نہ ہو سکنے کا یقین دل میں جاگزیں ہو جائے تو اس کے بعد اسباب و ذرائع کے استعمال میں چنداں مضائقہ نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اسی عقیدہ توحید کی حفاظت کے لیے انتہائی دور رس تدابیر اختیار فرمائیں حتیٰ کہ صحیح بخاری شریف اور مسند احمد میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:
 ((فَوَيْلٌ مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ)).

”کوڑھی سے اس طرح دور بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔“ (34)

مسند احمد کی ایک حدیث میں ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

”جس علاقے میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہو وہاں سے باہر کوئی نہ جائے اور

نہ باہر سے کوئی وہاں آئے۔“ (35)

یہ دور رس حفاظتی تدابیر صرف اس لیے تھیں کہ اگر کسی کی تقدیر میں وہ بیماری لکھی تھی اور وہاں جانے پر ظاہر ہوگئی ہو تو کہیں وہ یا دوسرے لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ یہ بیماری انہی سے لگی ہے۔ حالانکہ بیمار کرنا یا شفاء دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہذا دل میں یہ یقین رہے کہ اس دنیا

(34) بخاری، ۵۷۰۷، مشکوٰۃ ج: ۲، حدیث: ۴۵۷۷، صحیح الجامع: ۵۳۰

(35) مسند احمد، ۱۷۸/۱، ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۶، ۳۵

میں جو کچھ ہو رہا ہے، سب مشیتِ الہی سے ہو رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ طاعون و کوڑھ میں مبتلا لوگوں سے احتیاط رکھنے میں احتیاط رکھیں تاکہ شیطان کے داؤ میں آکر عقیدہ کو ٹھیس نہ پہنچ سکے، اگر یہ عقیدہ و عمل اپنا لیا جائے تو پھر چھوت چھات والی حدیث کا کوڑھی سے بھاگنے والی حدیث کے ساتھ کوئی تعارض یا اختلاف باقی نہیں رہتا۔ (36)

غیر اللہ کی قسم کھانا:

آج کل ایک رواج عام ہو چکا ہے کہ جب کبھی قسم کھانے کی ضرورت پیش آجائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کی بجائے کسی غیر اللہ کی قسم کھائی جاتی ہے۔ کوئی کہتا ہے: مجھے اپنے بیٹے کی قسم، کوئی اپنے ماں باپ کی قسم کھاتا ہے اور بعض لوگ اپنی کسی بھی محبوب چیز کی قسم کھانے کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ شرافت کی قسمیں کھائی جاتی ہیں، امانت کی قسم کھائی جاتی ہے، مخاطب کی شخصیت یا اس کے سر کی قسم کھانا بھی مروج ہے بلکہ مزاجِ مسلم کے بگاڑ کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو یقین دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھانا چاہے تو اس کی بات کا یقین نہیں کیا جاتا بلکہ اُس کی قسم کو یقینی قرار دینے کے لیے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ تم اپنے پیر و مرشد، اپنے استاد، اپنی بیوی یا اولاد یا پھر فلاں بزرگ و ولی کی قسم کھاؤ تو ہم مان لیں گے۔ یہ رواج ایک متبع سنت کے لیے انتہائی نازیبا ہے کیونکہ سرورِ کائنات ﷺ نے کسی بھی غیر اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(36) معاشرہ کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج ص: ۱۶۲ تا ۱۷۱، اور تفصیلی معلومات کیلئے ہدایۃ المستفید اردو ترجمہ فتح المجید ص: ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۳۶، ۸۳۹، سورہ اعراف آیت ۱۳۱: ﴿الَا اِنَّمَا طَآئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ... مَعَ ذِكْرِ حَدِيثِ الْمَجْزُومِ الَّذِي اَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْاَكْلِ مَعَهُ بِقَوْلِهِ: ((كُلُّ بِاسْمِ اللّٰهِ ثِقَةٌ بِاللّٰهِ وَ تَوَكُّلاً عَلَيْهِ))، ابوداؤد ۳۹۰۵، ۳۹۲۵، ضعيف الترمذی: ۳۰۷، ضعيف ابن ماجہ ۷۶۷۶، ضعيف الجامع: ۴۲۰۰، الضعيف للالالبانی: ۱۱۴۴، رواه احمد بحوالہ ہدایۃ المستفید ص: ۸۴۴ تا ۸۶۰، ففیها بحوث مہمہ جَدًا، موارد الظمان ۱۴۳۳، الجامع: ۱۳۶/۴، ۱۳۷، المشکوٰۃ: ۲۵۸۵۔

کتب حدیث میں سے صحیحین، سنن اربعہ اور موطا امام مالکؒ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ
أَوْ لِيَصُمْتُ))

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں آباء و اجداد کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے، اگر کسی نے قسم کھانا ہی ہے تو اُسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے، ورنہ خاموش رہے۔“ (37)

سنن ابن ماجہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ حَلِفَ لَهُ بِاللَّهِ فَلْيَرْضَ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللَّهِ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ)) (38)

”جس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی جائے، اُسے راضی ہو جانا چاہیے [اور یقین کر لینا چاہیے] اور جو شخص اللہ کی قسم پر راضی نہیں ہوتا، اللہ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں۔“

سنن نسائی میں ایک حدیث ہے کہ ایک یہودی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم لوگ شرک کرتے ہو کیونکہ تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور تم چاہو، اور کعبہ کی قسم۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

((إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَحْلِفُوا أَنْ يَقُولُوا : وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) (39)

”جب بھی قسم کھائیں تو [کعبہ شریف کی قسم نہ کہیں بلکہ] رِبِّ كَعْبَةِ كَيْسٍ کہیں۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آباء و اجداد، والدین یا اولاد تو درکنار خود کعبہ شریف کی قسم کھانا

(37) بخاری: ۶۶۳۶، مسلم مع نووی: ۱۲۶۶/۱۰۵-۱۰۶، صحیح ابی داؤد: ۲۷۸۵، صحیح ترمذی: ۱۲۴۱، صحیح

نسائی: ۳۵۲۵، الترغیب والترہیب: ۲۰۸/۵، حدیث: ۳۲۷۳۔

(38) سنن ابن ماجہ: ۲۱۰۱، زوائد ابن ماجہ میں امام بویصری نے اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔

(39) صحیح نسائی: ۳۵۳۳۔

بھی شرک ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے یہودی کے اس اعتراض کا انکار نہیں کیا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رب کعبہ کی قسم کھانے کا حکم فرمایا ہے۔ اور اس حدیث کا بقیہ یوں ہے:

((وَأَنَّ يَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ بَشُتْ)) ”جو اللہ چاہے، پھر جو تو چاہے۔“

اس حدیث میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ کسی بھی ہستی کی مشیت کو مشیتِ الہی کے ساتھ برابر نہ سمجھا جائے مثلاً یہ نہ کہا جائے کہ اب اللہ اور آپ کے سوا ہمارا کوئی نہیں بلکہ فرق کریں اور یہ کہیں کہ اب اللہ کے اور پھر آپ کے سوا ہمارا کوئی نہیں۔ اس معمولی سا فرق کرنے سے کتنا بڑا نقطہ توحید حل ہو جاتا ہے اور یہ معمولی فرق نہ کرنے سے یہی جملہ شرکیہ بن جاتا ہے۔ (40)

ابو داؤد، ترمذی، ابن حبان، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کو کعبہ شریف کی قسم کھاتے سنا تو فرمایا:

”اللہ کے سوا کسی بھی چیز کی قسم مت کھاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

سنا ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)) (41)

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائی اُس نے کفر کیا یا

شرک کیا۔“

حدیث کے آخر میں راوی نے حرف (أَوْ) استعمال کیا ہے۔ یہ راوی کا شک ہے کہ آپ

ﷺ نے ((فَقَدْ كَفَرَ)) ارشاد فرمایا تھا یا ((فَقَدْ أَشْرَكَ))

اور یہ بھی ممکن ہے کہ (أَوْ) بمعنی (الْوَاوِ) ہو۔ اس صورت میں عبارت یوں ہوگی:

((فَقَدْ كَفَرَ وَأَشْرَكَ))، ”اس نے کفر اور شرک کیا۔“

(40) حوالہ سابقہ نیز دیکھیے: ندایہ المستفید ۱۱۳۸/۲

(41) صحیح ابی داؤد ۲۷۸۷، صحیح الترمذی ۱۲۴۱، مسند احمد ۸۶۲، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵،

اس دوسری صورت میں بڑے کفر کی نسبت چھوٹا کفر، اور بڑے شرک کی نسبت چھوٹا شرک مراد ہوگا۔“ (42)

ابو داؤد شریف اور مسند احمد میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا)) (43)

”جس شخص نے امانت داری کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

((لَأَنَّ أَحْلَفَ بِاللَّهِ كَاذِبًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلَفَ بغيرِهِ وَأَنَا صَادِقٌ))

”میرے لیے غیر اللہ کی سچی قسم کھانے سے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا زیادہ

بہتر ہے۔“ (44)

یہ اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا گناہ تو ہے مگر شرک یا کفر نہیں جبکہ غیر اللہ کی قسم چاہے سچی ہی کیوں نہ ہو وہ گناہ کبیرہ اور شرک ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرح ہی غیر اللہ کی تعظیم بھی مقصود قسم ہو تو یہ کفر ہے۔

سحر یعنی جادو:

بعض لوگ فطرتاً اور عادتاً فتنہ پرور اور تماشہ بین ہوتے ہیں، وہ دوسروں کو گڑھتے اور سسکتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، دوسرے کا گھرا جڑتے دیکھ کر انہیں بڑا سکون ملتا ہے، اور جب تک وہ روزانہ کسی نہ کسی کو بھی رنگ میں کوئی تکلیف واذیت نہ پہنچالیں انہیں چین نہیں ملتا۔ انہی بد فطرت لوگوں میں سے ایک گروہ ساحروں یا جادوگروں کا بھی ہے، اور وہ لوگ بھی انہی کے ساتھ ہیں جو خود تو جادو کرنا نہیں جانتے مگر دوسروں کے لیے جادو کرواتے ہیں۔ اس

(42) فتح المجید اردو ترجمہ: ۱۱۲۰/۲

(43) صحیح ابی داؤد: ۲۷۸۸، مسند احمد ۲/۳۵۲، الصحیحہ: ۹۴، الترغیب، حدیث: ۲۷۶۱۔

(44) طبرانی موقوفاً، حلیۃ الاولیاء، ۲۶۷/۷، تاریخ اصفہان ۱۸۱/۲، الترغیب ۲۰۹/۵، امام منذری نے اسکے راویوں کو صحیح کے راوی قرار دیا ہے۔

کج فطرت اور بد خصلت گروہ نے کتنے ہی افرادِ معاشرہ کو جزوِ معطل بنا رکھا ہے۔ آج کل جاڈو کرنے والے ساحر تو عموماً مردہی ہوتے ہیں مگر ان کے گاہکوں میں مردوزن سبھی شامل ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اُن میں عورتوں ہی کی اکثریت ہوتی ہے، معمولی معمولی باتوں پر گھروں کے گھر اجاڑ دیئے جاتے ہیں، مثلاً :

کسی نوجوان کی شادی گھر والوں نے برادری یا رشتہ داروں سے باہر کرنا چاہی تو وہ لوگ آڑے آئے جو اپنے گھر سے رشتہ دینے کے لیے آس لگائے بیٹھے تھے مگر ان کی بات نہ بن پڑی اور شادی باہر ہوگئی، اب انہوں نے اپنی اس ناکامی کا بدلہ لینے کا ارادہ کر لیا اور سوچ لیا کہ چلو یہ شادی تو باہر کر ہی چکے ہیں مگر ہم بھی انہیں سکھ کی سانس نہیں لینے دیں گے۔ کسی جاڈو یا تعویذ گندہ کرنے والے کے پاس جانکلے، اسے فیس دی اور ایسا نسخہ تیار کروایا جس کے اثر سے نو بیابا ہوتا جوڑے کی ہنستی کھیلتی زندگی میں یکا یک انقلاب آیا حتیٰ کہ روز کی لڑائی جھگڑا اور سر پھٹول اُن کی زندگی کا معمول بن گیا، کبھی تو اسی حالت میں بسر ہوتی گئی اور کہیں جلد ہی طلاق کی نوبت آگئی۔

کبھی معاملہ اس کے برعکس یوں ہوتا ہے کہ کسی سے لڑکی کا رشتہ مانگا انہوں نے کسی وجہ سے انکار کر دیا، اور اپنی بیٹی کی شادی کسی دوسری جگہ کر دی۔ جن سے لڑکی والوں نے انکار کیا تھا، وہ پیچ و تاب کھا رہے ہیں، اُن کے انکار کو اپنی عزت کا مسئلہ بنا لیا ہے اور ساتھ ہی فی سبیل اللہ فساد کا ارادہ کر کے طے کر لیا کہ اگر یہ لڑکی ہمارے گھر کی بہو نہیں بن سکتی تو ہم بھی اسے کسی دوسرے گھر میں سکون سے جینے نہیں دیں گے، کسی روسیہ جاڈو کرنے والے کو نذرانہ پیش کیا اور خوشیوں بھرے گھر کو سنسان اجاڑ کی شکل میں بدلنے یا ننگے فساد کا اکھاڑہ بنانے کا سامان جاڈو بھرے تعویذوں کی شکل میں لے آئے۔

نبی آدم اور خَلقِ الہی کو تکلیف و اذیت پہنچانے کے کئی طریقے ایجاد ہو چکے ہیں، اور یہ لوگ پینترے بدل بدل کرتے ہیں۔ معروف محدث و مؤرخ اور سرکردہ مفسر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں سورہ بقرہ کی آیت: ۱۰۲ کی تفسیر کے ضمن میں امام فخر الدین رازی کے حوالے

سے جاؤ کی آٹھ مختلف شکلیں ذکر فرمائی ہیں جن میں سے ہی ایک کلدانیوں کا جاؤ وہ ہے جو سات ستاروں کے پرستار تھے اور انہیں نظام عالم میں ذخیل اور خیر و شر پر قادر سمجھتے تھے، حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام انہی کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔

دوسری قسم کا جاؤ وہ ہے جس میں جھاڑ پھونک اور عمل تسخیر کے ذریعے جتات کے ساتھ رابطہ کیا جاتا ہے اور پھر ان سے مدد لی جاتی ہے۔ نظر بندی، فکر بندی، یا مداری گروں والی شعبہ بازی اور علم نجوم بھی از قسم جاؤ وہ ہے۔ اور اسی کی ایک قسم وہ خرافات بھی ہیں جنہیں یہ مگار لوگ ابو معشر فلکی اور ثنمیس المعارف کی کتابوں سے لکھ لکھ کر دیتے ہیں۔ اور اسی قسم کی ایک کتاب ”السر المکتوم فی مخاطبة الشمس و النجوم“ امام غزالیؒ کی طرف منسوب ہے جس کے بارے میں اہل علم نے کئی خیالات کا اظہار کیا ہے حتیٰ کہ امام غزالیؒ کی طرف اس کتاب کی نسبت مشکوک قرار پائی ہے اور علامہ ابن حجر آف قطر نے تو تظہیر المجتمعات [ص: ۱۳۸، اردو ترجمہ] میں اس کتاب سے انہیں بری قرار دیا ہے۔ (45)

یہ فعل [جاؤ و کرنا] سراسر گفہ ہے جس کا قرآن و سنت سے ثبوت تو ہم آگے چل کر پیش کریں گے مگر کیا یہ صحیح نہیں کہ میاں بیوی میں تفریق پیدا کرنا، دوست و احباب میں نفرت کے بیج بونا جس کا دل پسند مشغلہ ہو، دوسروں کو دکھ اور اذیت پہنچانا جن کا من پسند کھیل ہو، اسے بھلا اسلام سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ اور اگر کوئی ایسا شخص پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہے تو پھر اسے یہی کہہ سکتے ہیں کہ ع

رند کے رندر ہے اور ہاتھ سے جت نہ گئی یا پھر یہ کہہ لیں:

بڑا اندھیر ہے کہ اکثر مسلمان یہ سمجھتے ہیں

کہ بد اعمال ہو کر بھی مسلمانی نہیں جاتی (ظفر علی خاں)

(45) اس کتاب کے بارے میں اور ان اقسامِ جاؤ کی مزید تفصیل کیلئے دیکھیے: تفسیر ابن کثیر ج: ۱ ص:

۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸، الزواجر المہتمی ۱۰۱/۲-۱

جادو کا اثر و وجود یا حقیقت:

علامہ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ کتاب التوحید کی شرح فتح المجید میں معروف فقیہ و مجتہد امام ابن قدامہؒ کی کتاب ”الکافی“ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

سحر یا جادو اُن تعویذ گنڈوں اور دھاگے کی گرہوں کو کہتے ہیں جو کسی انسان [یا کسی جاندار] کے بدن اور خصوصاً دل پر اثر کرتے ہیں جن کی وجہ سے وہ بیمار ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی موت بھی واقع ہو جاتی ہے جبکہ بعض اوقات میاں بیوی میں پھوٹ پڑ جاتی ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت: ۱۰۲ میں ہاروت و ماروت کے ذکر میں مذکور ہے :

﴿فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ﴾

”یہ لوگ اُن سے وہ چیز [جادو] سیکھتے ہیں جس سے وہ شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی ڈال دیں۔“

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو سیکھنے والا اور اسے بروئے کار لانے والا کافر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی آیت: ۱۰۲ میں ہاروت و ماروت کا قول ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے :

﴿إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾

”یقیناً ہم فتنہ و آزمائش کے لیے ہیں، تم کفر میں نہ پڑو۔“

اسی آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ

السِّحْرَ﴾

”سلیمان نے کفر کی کوئی بات نہیں کی بلکہ ان شیطانوں نے ہی کفر کیا اور وہ لوگوں کو جادو سکھلایا کرتے تھے۔“

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جاؤ کی کوئی حقیقت نہیں، یہ محض نظر بندی اور نگاہوں کا فریب ہوتا ہے۔ (46)

حالانکہ اکثر آئمہ کرام اور اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ جاؤ ایک حقیقت ہے، اگر اس کی کوئی حقیقت ہی نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے پناہ مانگنے کی تعلیم و تلقین نہ فرماتا حالانکہ تیسویں پارے کی سورہ فلق میں ہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝﴾
 ”(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔“
 ”آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اُس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے، اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے، اور گرہ [لگا کر اُن] میں پھونکنے والیوں کے شر سے [بھی]، اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔“

اس سورہ میں ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝﴾ کا معنی ہی یہ ہے کہ
 ”[میں پناہ مانگتا ہوں] گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاؤ گریبنوں کی بھی نزول قرآن کے زمانہ میں کثرت تھی مگر آج صورت حال کچھ بدل چکی ہے جیسا کہ ہم سابق میں ذکر کر آئے ہیں۔

اگر یہ جاؤ کوئی مؤثر چیز نہ ہوتا، محض فریب نظر ہی ہوتا تو پھر اس سے پناہ مانگنے کا کوئی معنی ہی نہیں رہتا۔ اور سورہ بقرہ میں جس فعل کو کفر قرار دیا گیا ہے وہ بے حقیقت و بے اثر کیسے ہو سکتا ہے؟ اور سورہ طہ کی آیت: ۶۹ میں ارشادِ الہی ہے:

(46) یہ روائے امام ابوحنیفہ اور فرقہ معتزلہ کی ہے، دیکھیے: ابن کثیر ۱۷۸-۱۷۹، معاشرہ کی مہلک بیماریاں ترجمہ تطہیر اجتماع مؤلفہ علامہ احمد بن حجر آف قطر ص: ۱۳۴

﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ ۵

”جاؤ وگر جہاں بھی جائے فلاح نہیں پائے گا“۔

جاؤ وکی حقیقت اور اس کے اثر سے انکار کیسے کیا جاسکتا ہے جبکہ ان قرآنی تصریحات کے علاوہ خود رسول رحمت ﷺ پر بھی ایک مرتبہ جاؤ وکا اثر ہو گیا تھا۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَحَرَ حَتَّى اَنَّهٗ يُحَيِّلُ اِلَيْهٖ اَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ))

”نبی ﷺ پر جاؤ وکا اثر ہو گیا یہاں تک کہ بعض اوقات آپ ﷺ یہ خیال

فرماتے کہ کوئی کام کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہ ہوتا“۔ (47)

اسی حدیث میں مذکور ہے کہ دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو خبردار کیا کہ لبید بن اعصم یہودی نے جاؤ وکیا ہے۔ کنگھی میں دھاگے کی گرہیں لگائی ہیں، اور اسے خوشنہ کھجور کے خول میں بند کر کے ذروان نامی کنویں میں ڈال دیا ہے۔ (48)

نبی اکرم ﷺ کو یہودیوں کے حلیف قبیلہ بنی زریق سے تعلق رکھنے والے منافق لبید بن اعصم نے جاؤ وکیا تھا اور فرشتوں نے جب جگہ [بُرذروان] بتائی تو وہاں سے کنگھی اور گرہوں والا دھاگہ لایا گیا اور اسے کھولا گیا تو نبی ﷺ صحت یاب ہو گئے۔ (49)

کیا اس کے بعد بھی جاؤ وکی تاثیر یا وجود میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

جاؤ وکی مذمت و سزا:

جاؤ وکے تعویذ گنڈے کرنا سُفر اور کرنے والا کافر ہے، ایسے شخص کی آخرت بالکل برباد ہو جاتی ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت: ۱۰۳ میں ارشادِ الہی ہے :

(47) بخاری، کتاب الطب، حدیث: ۵۷۶۳-۵۷۶۵

(49) تفصیل کیلئے دیکھیے: تفسیر ابن کثیر، سورہ الفلق۔

(48) بخاری شریف، حوالہ جات سابقہ

﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾

”اور انہیں [یہود کو] خوب معلوم تھا کہ جو کوئی [ایمان دے کر] جاؤ کا خریدار بنا، اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور اگر وہ سمجھتے ہوتے تو کتنا بُرا یہ بدلا ہے جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا۔“

سلفِ صالحین کی کثیر تعداد اور آئمہ کرام میں سے امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ نے جاؤ و گر کو کافر قرار دیا ہے اور امام شافعیؒ کے یہاں کچھ تفصیل ہے اور پھر وہ بھی جاؤ و گر کو کافر ہی قرار دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر ہی قرار دیا ہے۔

سورۃ النساء کی آیت ۵۱، ۵۲ میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب پر لعنت فرمائی ہے اور اس کی وجہ یہ

بتائی ہے:

﴿يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾

”وہ جبت و طاغوت پر یقین رکھتے ہیں۔“

اور حضرت عمرؓ نے جبت جاؤ و کو، اور طاغوت شیطان کو کہا ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ

قول ابن ابی حاتم وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ (50)

رسول رحمت ﷺ نے بھی اسکی سخت مذمت فرمائی ہے، چنانچہ بخاری و مسلم اور ابو

داؤد و نسائی شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ))

”سات ہلاکت انگیز و بلا خیز چیزوں سے بچو۔“ (51)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر آپ ﷺ نے اُن سات چیزوں کو ایک ایک کر کے شمار فرمایا

(50) ہدایۃ المستفید ۴۲-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-

تو سب سے پہلے ((الشَّرْكَ بِاللَّهِ)) اور پھر ((السِّحْرُ)) یعنی جاؤ و کرنے کا نام لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبیرہ اور مہلک گناہوں میں سے شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ جاؤ و کرنا ہے، وہ چاہے تعویذوں کی شکل میں ہو، چاہے دھاگے میں گرہوں اور پھونکوں کی صورت میں۔ مصنف عبد الرزاق کی ایک مرسل حدیث میں ہے:

((مَنْ تَعَلَّمَ شَيْئًا مِّنَ السِّحْرِ فَلَيْلًا كَانَ أَوْ كَثِيرًا كَانَ آخِرُ عَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ))
 ”جس شخص نے تھوڑا یا زیادہ جاؤ و سیکھا، اُس کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ختم ہوا۔“ (52)

جبکہ ایک حدیث میں ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے:

((لَيْسَ مِنَّا.....مَنْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ))

”جس شخص نے جاؤ و کیا یا کروایا..... وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔“ (53)

جاؤ و گر کے جرم کی مناسبت سے ہی اس کی آخرت میں سزا ہوگی اور دنیا میں بھی اس کی سزا قتل ہے جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک ضعیف حدیث میں حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((حَدَّثَ السَّاحِرِ صَرَبُهُ بِالسَّيْفِ))

”جاؤ و گر کی سزا یہ ہے کہ اُسے تلوار سے قتل کر دیا جائے۔“ (54)

البتہ اس کے تا سید صحیح بخاری شریف میں مذکور اس اثر فاروقی رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے:

((كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَ سَاحِرَةٍ))

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے [مختلف علاقوں کے حکام کو] لکھا کہ ہر جاؤ و گر

(52) مصنف عبد الرزاق ۱۸۴/۱۰ حدیث: ۱۸۷۵۳، یہ حدیث مرسل ہے، فتح المجید ص: ۲۳۸۔

(53) مسند بزار ص: ۱۶۹ والطبرانی فی الکبیر [ق ۳/۷۷] بحوالہ الصحیح حدیث: ۲۱۹۵، صحیح الجامع: ۵۳۳۵، مجمع الزوائد ۱۱۷/۵ ترغیب ۲۳۵/۵، حدیث: ۴۳۸۴۔

(54) ضعیف الترمذی: ۲۳۴، دارقطنی: ۱۱۲، طبرانی: ۱۶۶۶، الحاکم ص: ۳۶۰، الضعیفہ: ۱۴۳۶، فتح الباری ۳۲۶/۱۰، مصنف عبد الرزاق ۱۸۴/۱۰ حدیث: ۱۸۷۵۳، فتح المجید ص: ۲۴۲۔

مردوزن کو قتل کر دو، (55)

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی دختر نیک اختر ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مؤطا امام مالک میں ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک کنیز کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جس نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما پر جاؤ و کاوار کیا تھا۔ چنانچہ اُس کنیز کو قتل کر دیا گیا تھا۔ (56)

اس طرح تین صحابہ رسول ﷺ [حضرت عمر، جناب، حفص رضی اللہ عنہم] سے ساحر کا قتل ثابت ہے۔ اور حدیث جناب رضی اللہ عنہ کی رو سے امام مالک، امام احمد اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم نے جاؤ و گر کی سزا قتل قرار دی ہے جبکہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت حفصہ، حضرت جناب بن عبد اللہ، حضرت جناب بن کعب، حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہم اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے ساحر کی سزا قتل ہی مروی ہے۔ (57)

البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ جاؤ و گر کی سزائے قتل ہر کس و نا کس کے ہاتھوں نہیں ہوگی بلکہ اس سزا کا نفاذ صرف حاکم و قاضی کروائے گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اقسام سحر:

عربی زبان میں سحر یا جاؤ و ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جو بہت لطیف اور باریک ہو اور ظاہر میں اس کے اسباب انسان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہ جائیں۔ اس اعتبار سے نبی اکرم ﷺ نے فصاحت و بلاغت والے بیان کو بھی جاؤ و قرار دیا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم، ابو داؤد و ترمذی، مؤطا امام مالک[ؒ] اور مسند احمد میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

(55) فتح الحجید ص: ۲۴۳ پر لکھا ہے کہ یہ اثر بخاری شریف میں مذکور ہے، اور کتاب التوحید میں تو مصنف نے اس روایت میں تین ساحروں کے قتل کا بھی ذکر کیا ہے لیکن یہ بات بخاری شریف میں نہیں ہے۔

(56) مؤطا ۲۰۱/۲۰۲ حدیث: ۱۶۸۹، مصنف عبد الرزاق: ۸۷۵۲، کتاب التوحید ص: ۱۲۰، فتح الحجید ص: ۲۴۳۔

(57) دیکھیے: تفسیر ابن کثیر اردو ج ۱ ص: ۱۷۹، فتح الحجید ص: ۲۴۳۔

((إِنَّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ لَسِحْرًا))

”فصاحت و بلاغت میں جاؤ کا اثر ہوتا ہے۔“ (58)

حضرت صعصعہ بن صوحان فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے سچ ہی تو فرمایا ہے، کیونکہ بعض اوقات مدعی علیہ اصل حقدار کی نسبت فصیح و بلیغ یا چرب لسان ہونے کی وجہ سے سامعین کو مسحور اور قائل کر کے دوسرے کا حق چھین لیتا ہے۔ البتہ وہ فصاحت و بلاغت جس سے حق و انصاف کی وضاحت ہوتی ہو، باطل کی بیخ کنی کی جائے اور اس میں بے جا طوالت بھی نہ ہو تو یہ قابل تحسین و ستائش ہے۔“ (59)

امام رازی نے جاؤ کی آٹھ قسمیں یا شکلیں ذکر کی ہیں، ان سب کو امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سورۃ بقرہ کی آیت: ۱۰۲ میں بالتفصیل نقل کر کے آخر میں لکھا ہے کہ جاؤ کی یہ اقسام صرف لغوی یا لفظی اعتبار سے ہیں۔ لغوی یا لفظی اقسام سحر کے علاوہ بعض امور ایسے بھی ہیں جو تانج و عواقب اور اپنے اثرات کے اعتبار سے بھی جاؤ سے ملتے جلتے ہیں۔ اور حدیث میں انہیں بھی جاؤ ہی قرار دیا گیا ہے، مثلاً: مسند احمد، ابو داؤد، نسائی اور ابن حبان کی ایک مستکم فیہ حدیث میں ہے :

((إِنَّ الْبَيِّنَاتِ وَالطَّرِيقَ وَالطَّبِيرَةَ مِنَ الْجُبْتِ)) (60)

”پرنوں کو اڑانا، زمین پر خطوط کھینچنا اور کسی کو دیکھنے سے فال بد لینا، سب جاؤ کی اقسام ہیں۔“

زمین پر خطوط کھینچ کر فال بد لینا الطَّرِيقَ کا ترجمہ ہے جبکہ اسی کے ذیل میں علامہ عبدالرحمن بن حسن لکھتے ہیں کہ عوف نے الطَّرِيقَ کا یہی مفہوم بیان کیا ہے، اور ابوالسعادات النہایہ میں

(59) ہدایۃ المستفید ۷۲/۷۲-۲۰۶

(58) ابن کثیر ۱۷۸/۱۷۸

(60) سنن ابی داؤد: ۳۹۰۷، مسند احمد ۷/۳۷۷، ابن حبان: ۱۴۲۶، ضعیف الجامع: ۳۹۰۴، ریاض الصالحین

ص: ۶۳۷ حدیث: ۱۶۶۸-

لکھتے ہیں: ”عورتوں کا کنکریاں پھینک کر فال نکالنا الطَّرْف کہلاتا ہے۔“ (61)

ابو داؤد، نسائی اور ابن حبان میں ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے :

((مَنْ أَقْبَسَ شُعْبَةً مِنَ النُّجُومِ فَقَدْ أَقْبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ، زَادَ مَا زَادَ))

”جس نے علمِ نجوم کا کچھ بھی حصہ حاصل کیا تو اس نے گویا جاؤ دیکھ لیا، اور

جس قدر زیادہ دیکھتا جائے گا، اتنا ہی اس کی وجہ سے گناہ میں اضافہ ہوتا چلا

جائے گا۔“ (62)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ علمِ نجوم کو بھی رسولِ رحمت ﷺ نے جاؤ کی ایک قسم

قرار دیا ہے اور نسائی شریف میں ایک ضعیف سند والی حدیث میں ہے :

((مَنْ عَقَدَ عَقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهِ فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وَكَلَّ إِلَيْهِ))

”جو شخص [تعویذ گندہ کے وقت کسی چیز کو] گرہ دیتے ہوئے اُس میں پھونک

مارے اُس نے جاؤ کیا [اور جو شخص جاؤ کرے اس نے شرک کیا] اور جو کوئی

اپنے جسم پر تعویذ دھاگے لٹکائے اُسے اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔“ (63)

اس حدیث میں تعویذ کرتے وقت کسی دھاگے وغیرہ کو گرہ دیتے ہوئے جو پھونک ماری

جاتی ہے جس کے لیے [نَفَث] کا لفظ استعمال ہوا ہے، اسی لفظ کا ترجمہ و تشریح بیان کرتے

ہوئے امام ابنِ قیّم فرماتے ہیں کہ [نَفَث] اُس پھونک کو کہتے ہیں جس میں لعابِ دہن کی

آمیزش بھی ہو۔ یہ خاص جاؤ و گر کا عمل ہے۔ جب وہ کسی پر جاؤ سے حملہ کرنا چاہتا ہے تو وہ

ارواحِ خبیثہ [جِنّات] اور شیاطین سے بھی مدد لیتا ہے اور اس دھاگے کو گرہ دیتے وقت اس میں

ایسی پھونک مارتا ہے جس میں لعابِ دہن کی آمیزش ہوتی ہے اور اُس پھونک سے زہریلا مادہ

(61) ہدایۃ المستفید ۲/ ۷۹۷-۷۹۸

(62) صحیح ابی داؤد: ۳۳۰۵، ابن ماجہ: ۳۷۲۶، مسند احمد ۱/ ۳۱۱، الصحیح: ۷۹۳، صحیح الجامع: ۶۰۷۴۔

(63) سنن نسائی مع حاشیہ السیوطی والسندی ۱۱۲/۷: ضعیف الجامع: ۵۷۱۴۔

خارج ہوتا ہے۔ اس پھونک میں خبیث روہیں اور شیطین اس جاؤ گری مدد کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس گرہ میں پھونک مارتے ہیں۔ چنانچہ جس پر جاؤ کرنا مقصود ہو اس پر اثر ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اثر ہو جاتا ہے مگر اس اذن سے مراد اذن شرعی نہیں بلکہ یہ وہ اذن ہے جسے اہل علم کی اصطلاح میں ”اذن کوئی و قدری“ کہا جاتا ہے۔ (64)

سابقہ حدیث میں وارد ”کوئی چیز لٹکانے“ کے بارے میں علامہ عبدالرحمن بن حسن لکھتے ہیں:

”جس شخص کا قلبی تعلق کسی غیر اللہ سے ہو جائے، وہ اس کو معتمد علیہ اور قابل بھروسہ قرار دے لے اور اس سے اپنی امیدیں وابستہ کر لے تو اللہ تعالیٰ بھی اُسے اُسی کے سپرد کر دیتا ہے، اس کے برعکس جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے، اس کی حفاظت اپنے ذمے لے لیتا ہے اور اسے ہر شر سے محفوظ رکھتا ہے اور سورہ زمر، آیت ۳۶ میں ارشادِ الہی ہے:

﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُۥ﴾

”کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟“ (65)

ایک حدیث صحیح مسلم میں ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے چغل خوری کو بھی جاؤ واثر قرار دیا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((أَلَا هَلْ أَنْبَيْتُكُمْ مَا الْعِصَّةُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ))

”کیا میں تمہیں ’عصہ‘ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر خود ہی فرمایا): وہ چغلی کھانا ہے یعنی دو شخصوں میں ایسی بات کرنا جس سے وہ آپس میں لڑائی جھگڑے پر اتر آئیں۔“ (66)

(64) فتح المجید ص: ۲۳۹۔

(65) کتاب التوحید مع فتح المجید ص: ۲۳۸۔

(66) مسلم، حدیث: ۲۶۰۶ مع نووی ۱۵۹/۶/۸۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ چغلی خور اور جھوٹا آدمی ایک گھڑی میں جو فساد برپا کر دیتا ہے جاؤ گرا ایک سال میں بھی اتنا فساد برپا نہیں کر سکتا۔

ابوالخطاب نے اپنی کتاب ”عیون المسائل“ میں چغلی کو جاؤ کی ایک قسم قرار دیا ہے اور کتاب الفروع میں اس موضوع پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چغلی کو جاؤ اس لیے کہا گیا ہے کہ چغلی خور بھی اپنی باتوں اور فعل سے مکر و حیلہ کر کے دوسرے کو اسی طرح اذیت و تکلیف پہنچانا چاہتا ہے جس طرح کہ جاؤ گر۔ اور بعض اوقات چغلی کا اثر جاؤ سے بھی زیادہ سنگین ہوتا ہے۔ (67)

جاؤ و شُدہ یا آسیب زدہ کا علاج:

جاؤ کی انواع و اقسام اور اُس کی مذمت و سزا کے بارے میں قرآن و سنت، معروف آئمہ اربعہ اور دیگر کبار آئمہ و علماء ائمت کے ارشادات آپ کے سامنے رکھے جا چکے ہیں، جن سے یہ معلوم ہو گیا کہ جاؤ اگرچہ شرک و کفر ہے مگر اس کا اثر ہو جاتا ہے۔ اب بات صرف یہ رہ گئی کہ اگر کسی پر جاؤ کا اثر ہو چکا ہو تو ایسے جاؤ و شُدہ یا آسیب زدہ آدمی کا علاج کیسے کیا جائے؟

جاؤ و شُدہ یا آسیب زدہ شخص کے علاج یا نثرہ کے بارے میں علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص سے جاؤ دور کرنے کے عمل کو نثرہ کہا جاتا ہے۔ اور انہوں نے آگے چل کر یہ بھی فرما دیا ہے کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو خود بھی جاؤ و جانتا ہو جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب جامع المسانید میں امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ جاؤ کو صرف جاؤ گر ہی دور کر سکتا ہے۔ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اس قول کو اُس صورت پر محمول کیا ہے کہ ساحر و مسحور کوئی ایسا فعل کرتے ہیں جس سے شیطان کا قرب حاصل ہو، چنانچہ شیطان اپنا اثر دور کر دیتا ہے۔

(67) فتح المجید ص ۲۵۰ یا بدایۃ المستفید اُردو ترجمہ فتح المجید ۲/۸۰۲-۸۰۵

صاحبِ فتح المجید نے ابوالسعادت سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نثرہ علاج اور دم جھاڑ کی ایک قسم ہے جو آسیب زدہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس کی دو شکلیں ہیں، ایک یہ کہ نثرہ شیطانی عمل سے ترتیب دیا گیا ہو جیسا کہ جاہلیت کے لوگوں میں پایا جاتا ہے جو کہ قطعاً ناجائز ہے کیونکہ ابوداؤد اور مسند احمد وغیرہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے نثرے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((هِيَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ)) ”یہ شیطانی فعل ہے“۔ (68)

جاؤ وشدہ یا آسیب زدہ شخص کے علاج یا نثرہ کی صحیح شکل یہ ہے کہ قرآنی آیات اور نبی اکرم ﷺ سے صحیح وثابت اور مسنون دعاؤں سے اس کا علاج کیا جائے۔ یہ شکل جائز ہے کیونکہ بخاری شریف میں تابعین کرام کے سرخیل فقیہہ اور ان میں سے سب سے بڑے اور ثقہ محدث حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے معروف تابعی اور رئیس الفقہاء حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

(رَجُلٌ بِهِ طَبٌّ أَوْ يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرَاتِهِ أَيَحِلُّ عَنْهُ أَوْ يُنْشَرُ)

”اگر کسی شخص پر جاؤ وکا ایسا ٹوکا ہو جس کے اثر سے وہ اپنی بیوی کے پاس نہ

آسکتا ہو تو اس کا حل کیا جائے یا نثرہ کر لیں؟“

اس پر حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(لَا بَأْسَ بِهِ، أَنْمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ تَامًا وَمَا يَنْفَعُ فَلَمْ يَنْفَعْ عَنْهُ).

”اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں اصلاح مقصود ہے، اور جو چیز فائدہ مند

ہو اس کے استعمال کی ممانعت نہیں“۔ (69)

اس موضوع پر علامہ ابن القیم رضی اللہ عنہ نے کیا خوب بات کہی ہے، فرماتے ہیں: کسی مسحور

(68) صحیح ابی داؤد ۳۲۷، مسند احمد ۲۹۴/۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۸۷/۷

(69) بخاری ۲۴۳۱۰ باب: هل ينسحر بالحر -

یا جاؤ و شُدہ شخص سے جاؤ و دور کرنا شُرہ کہلاتا ہے، اور اس کی دو قسمیں ہیں:
پہلی قسم:

(حَلُّ بِسِحْرِ مِثْلِهِ هُوَ الَّذِي مِنْ عِلْمِ الشَّيْطَانِ)

”سحر و شیطاں کو جاؤ وہی سے دور کیا جائے، مگر یہ شیطانی فعل ناجائز ہے۔“

دوسری قسم:

(النَّشْرَةُ بِالرَّقِيَّةِ وَ التَّعَوُّذَاتِ وَالْأَدْوِيَةِ الْمُبَاحَةِ فَهَذَا جَائِزٌ)

”مسنون جھاڑ، تعوذ ذات (یعنی اَعُوذُ بِاللَّهِ اور چاروں قُلْ وغیرہ دعاؤں)

اور حلال و مباح دواؤں سے علاج کرنا بالکل جائز ہے۔“ (70)

بعض اہل علم و فضل نے تو جاؤ و کے علاج کے لیے بعض قرآنی آیات کی تعیین بھی ذکر فرمائی ہے، مثلاً ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے لیث بن ابی سلیم سے روایت بیان کی ہے، لیث فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کے لیے مجھے یہ تیر بہدف نسخہ ملا ہے کہ سورہ یونس کی آیت: ۸۱ اور ۸۲، سورہ اعراف کی آیت: ۱۱۸ تا ۱۲۱، اور سورہ طہ کی آیت: ۲۹ پڑھ کر پانی والے برتن میں پھونک ماریں اور وہ پانی مریض کے سر پر ڈالیں ان شاء اللہ فوراً صحت یاب ہو جائے گا۔

بیوی سے روکے ہوئے آدمی کا علاج ابن بطال نے وہب بن منبہ کی کتاب سے یوں نقل کیا ہے کہ بیری کے سات سبز اور تازہ پتے لے کر انہیں دو پتھروں میں پیس کر پانی میں ڈال دیں اور اُس پانی پر آیت الکرسی اور چاروں قُلْ پڑھ کر دم کریں، اور پھر بیمار کو تین گھونٹ پلا دیں اور باقی پانی سے وہ غسل کر لے، یہ نسخہ اُس آدمی کے لیے تیر بہدف ثابت ہوگا جسے جاؤ و کے ذریعے بیوی کی جماعت سے روک دیا گیا ہو۔ (71)

(70) کتاب التوحید، ص ۱۳۱، ۱۳۲۔

(71) تفصیل کیلئے دیکھیں: فتح المجید، ص ۲۵۹ تا ۲۶۱، یا ہدایۃ المستفید، ص ۲۸۲ تا ۲۸۳، الزواجر، ص ۱۰۴،

۱۰۵، تفسیر قرطبی، ص ۲۹، ۵۰، تفسیر سورہ البقرہ آیت ۱۰۲۔



نجومیوں، کاہنوں اور رمل و فال والوں کی کسی بات کا درست نکلنا محض اتفاق ہے:

برصغیر کے ممالک میں نجومیوں، جوتشیوں، کاہنوں اور رمل فال والوں کی دوکانداریاں کافی زوروں پر ہیں اور ہمارے سادہ لوح عوام میں انہیں کافی پذیرائی حاصل ہے حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے ان علوم کا سیکھنا ممنوع قرار دیا ہے، اور ان کے پاس جانے، سوال کرنے اور پھر ان کی تصدیق کرنے والوں کو قرآن و سنت کے منکر قرار دیا ہے۔

کسی کے ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ ان نجومیوں کی بعض باتیں جو درست ثابت ہوتی ہیں تو آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کسی بھی شخص سے اپنی نجی زندگی کے بارے میں متعدد سوال کریں گے، تو وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ کہے گا، ان میں سے عین ممکن ہے کہ ایک آدھ بات درست بھی نکل آئے، تو کیا اس سے ہم یہ سمجھ لیں کہ جی یہ تو کوئی ”پہنچا ہوا بزرگ“ اور ”ولی اللہ“ ہے۔ یہ تو غیب کی خبریں دیتا ہے۔ ہرگز نہیں، اتفاق سے کوئی بات اصل واقعہ کے موافق آگئی ہے مثلاً آٹھ دس ساتھی مل کر کسی نجومی کے پاس گئے اور مختلف سوالات پوچھے۔ کسی نے پوچھا کہ ہم نے کورٹ میں جو کیس دائر کیا ہوا ہے اس میں کامیابی ہوگی یا نہیں؟ کسی نے پوچھا کہ میں جہاں چاہتا ہوں وہاں میری شادی ہوگی یا نہیں؟ ایک نے سوال کر دیا کہ مجھے فلاں تارخ کو انٹرویو کے لیے جانا ہے، نوکری ملے گی یا نہیں؟ ان آٹھ دس آدمیوں کے الگ الگ سوالات پر اس کمرو فریب کے دستے نے مختلف ہیئتیں بدلیں اور اٹکل چچو سے کچھ اناپ شناپ کہہ دیا، کچھ وقت گزرنے پر معلوم ہوا کہ دو ایک باتیں صحیح نکلی ہیں اور باقی سب غلط۔ یہاں پہنچ کر ضعیف الاعتقادی اپنا رول ادا کرتی ہے اور ان لوگوں کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے سوال میں نقص نکالیں جو اس شخص کے جواب کے صحیح نہ ہونے کا باعث ہوا ہے۔

”تعویذ گنڈول اور جنت و جاؤ و کا علاج“ کے عنوان سے ریڈیو مکہ مکرمہ سے نشر شدہ ہمارے پروگراموں کا مجموعہ بھی پاکستان اور انڈیا سے کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَمِنَّهُ التَّوْفِیْقُ وَ الْقُدُوْلُ.



جس کسی کے حالات اس کے بتائے ہوئے کے موافق نکل آئے، وہ اپنے باقی ساتھیوں کو بھی رام کر لیتا ہے، اور اس بزرگ کی غلطی کو درستگی کے درجے سے بھی بلند کر دیتا ہے۔ اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ اُن کی کوئی بات سچی نکل آنا بھی اُن کی عیاری کا نتیجہ ہوتا ہے مثلاً بعض پیر اور نجومی وکاہن جب کسی کے گھر میں اتریں تو یقیناً اہل محلہ کے استفسارات کا جواب دے کر ہی جاتے ہیں۔ یہ صاحب جس گھر میں نازل ہوئے تھے، اُس گھر والے نے علمِ غیب کی ربانی صفت پہلے سے ہی ان میں تسلیم کر رکھی تھی، پوچھا: حضرت ہمارے تو نصیب ہی سنو گئے ہیں، آپ مناسب وقت پر تشریف لائے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے اولاد کی امید ہے اور آپ کی نظریں تو بڑی دور تک دیکھ لیتی ہیں۔ کچھ فرمانا مناسب سمجھیں تو زہے نصیب۔ حضرت صاحب بولے، بھئی! دل میلانہ کرو۔ اس مرتبہ تو اللہ تعالیٰ تمہیں اولادِ زرینہ سے نوازنے والا ہے اور اپنے ان ایامِ قیام کے دوران ہی مناسب موقع پا کر پڑوسیوں میں سے کسی کے کان میں کہہ دیا کہ دیکھو! بات باہر نہ نکلے، ویسے تیرے پڑوسیوں کے یہاں لڑکی ہوگی۔

اندازہ فرمائیں، ولادت پر صرف یہ دو ہی احتمال تو غالب ہوتے ہیں، لڑکا ہو تو گھر والوں کا یقین اور پختہ ہو گیا اور پڑوسیوں کو کہا جا چکا ہے کہ بات باہر نہ نکلے لہذا وہ خاموش ہیں کہ نہیں معلوم اس میں کیا راز ہو؟ اور اندھی عقیدت انہیں اس بات کی جسارت بھی نہیں کرنے دیتی کہ وہ اس راز کو فاش کر سکیں اور اگر لڑکی ہوئی تو پڑوسیوں کی عقیدت نے جوش مارا کہ حضرت صاحب سچ ہی فرما گئے تھے کہ لڑکی ہوگی، وہ شاید آپ لوگوں کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس طرح بھرم بھی قائم رہا اور واہ واہ بھی ہو گئی جبکہ اس بزرگ نے جو چال چلی تھی، اُس میں سوائے کدو فریب کے کچھ بھی تو نہیں تھا، یہاں اس بات کی طرف اشارہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نجومیوں، کاہنوں، اور رمل و فال والوں کی طرح وہ لوگ بھی ہیں جو اپنے آپ کو دست شناس یا پامسٹ کہلاتے ہیں۔ یہ علمِ دست شناسی یا پامسٹری بھی تنجیم و کہانت ہی ہے، کیونکہ یہ لوگ بھی مستقبل

میں پیش آمدہ واقعات کی اطلاع دیتے اور پیش گوئی کرتے ہیں، اور قولاً نہیں تو کم از کم عملاً علم غیب دانی کے خاصہ الہی پر دست درازی کا جرم کرتے ہیں۔ لہذا ایسے لوگوں پر سزا و وعید کی وہی احادیث رسول ﷺ صادق آتی ہیں جو کاہن و نجومی کے بارے میں ہیں اور آگے آرہی ہیں۔

اُن کا جنوں سے مدد لینا :

یہ بات بھی معروف ہے اور ایسے لوگوں کے منہ سے اعتراف سننے میں آتا ہے کہ عملِ تسخیر کے ذریعے انہوں نے کسی نہ کسی جن کو مسخر کیا ہوتا ہے جسے یہ اپنی اصطلاح میں ”موکل“ کہتے ہیں اور یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ شیاطین و موکل فرشتوں کی بعض باتیں چوری چھپے سنتے ہیں اور آ کر کاہن کو بتا دیتے ہیں اور وہ اُن باتوں کو عوام میں بیان کر کے اپنی بزرگی کے پل باندھتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگ نبی ﷺ کی بعثت تک تو بکثرت موجود تھے لیکن آپ ﷺ کی بعثت کے بعد آسمان کی نگرانی کڑی کر دی گئی اور پہلی ہی صورتِ حال نہ رہی۔

بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کے بعد سے صورتِ حال یہ ہے کہ شیاطین بعض علاقوں کی خبریں دوسرے علاقے کے کاہنوں کو بتا دیتے ہیں، اور وہ لوگوں میں فخر یہ بیان کرتے پھرتے ہیں جس سے جاہل لوگ اُن کے کشف و کرامات کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر لوگ تو اس دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یہ تو اولیاء اللہ ہیں جو غیب کی خبریں بھی جانتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ شیطانوں کا کیا دھرا ہوتا ہے۔ اس بات کی وضاحت خود قرآن کریم کی سورہ انعام، آیت: ۱۲۸ میں موجود ہے۔ چنانچہ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَيَوْمَ يُحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ، يَمْعَشَرِ الْجِنَّ قَدْ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ
وَقَالَ أَوْلِيَاءَهُمْ مِّنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَّغْنَا أَجَلَنَا
الَّذِيْ أَجَلْتْ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيْهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّ
رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ﴾

”اور جس دن اللہ تعالیٰ سب (جنّت و انس) کو جمع کرے گا۔ (اور فرمائے گا): اے جو! تم نے انسانوں سے بہت فائدے حاصل کیئے۔ انسانوں میں سے جو لوگ اُن جنّوں کے دوست ہوں گے، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔ اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے ہیں جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب تمہارا ٹھکانا جہنّم ہے، ہمیشہ اس میں جلتے رہو گے مگر جو اللہ چاہے، بے شک تمہارا پروردگار حکمت والا اور جاننے والا ہے۔“

اس آیت میں جنّت و انس یا ان کا ہنوں، نجومیوں اور ان کے مؤکلوں کی ساری سرگزشت موجود ہے اور ان کا انجام بھی مذکور ہے۔ کتاب و سنت میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ ہر انسان کے ساتھ کوئی نہ کوئی شیطان ضرور رہتا ہے اور بعض اوقات کسی خبیث النفس انسان کی خواہش پر اس کا شیطان کسی دوسرے انسان کے شیطان سے اس کے گھریلو، نجی اور خصوصی حالات معلوم کر کے اسے آبتاتا ہے، اور وہ جب ان باتوں کو سادہ لوح عوام میں بتاتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص تو کوئی صاحب کشف و کرامت، ولی، بزرگ یا پیر ہے حالانکہ وہ شخص فریبی اور شعبدہ باز ہوتا ہے اور عوام کو بہ آسانی اپنے پیچھے لگا لیتا ہے۔ چنانچہ علامہ عبدالرحمن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ اپنی معروف کتاب فتح المسجد میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان کا ہنوں اور جنّوں یا نجومیوں کے سلسلہ میں جو بازاروں میں سادہ لوح عوام کو گمراہ کرتے اور فریب دے کر ان کی جیبیں صاف کرتے ہیں صاحب اقتدار لوگوں کا فرض ہے کہ ان کی سخت گرفت کریں اور ان کے پاس آنے والے لوگوں کو بھی سمجھائیں اور منع کریں۔ ان کا ہنوں کی چند ایک باتوں کے اتفاقاً صحیح ہو جانے سے ان کے جال میں نہیں پھنسننا چاہیئے اور نہ اس فریب میں آنا چاہیئے کہ ان کے پاس لوگوں کا جگمگھا لگا رہتا ہے اور نہ ہی اس بات سے

دھوکہ کھانا چاہیے کہ ان کے پاس تو پڑھے لکھے لوگ بھی آتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس آنے والے لوگ اہل علم نہیں بلکہ جاہل ہی ہوتے ہیں۔ اگر ان کے پاس علم کی دولت ہوتی تو وہ خلاف شریعت امور کا ارتکاب ہرگز نہ کرتے۔ اور نہ ہی دن رات مشرکانہ تعویذ گنڈوں کے چکر میں مصروف رہتے۔ (72)

ان کا ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملانا :

نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں کاہن اور نجومی بکثرت موجود تھے اور جو سوال آج کیا جاتا ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی بات درست کیوں نکل آتی ہے؟ یہی سوال اُس عہد مسعود میں بھی پیش آیا تھا اور نبی اکرم ﷺ کی زبان صدق ترجمان سے اس کا کافی وشافی جواب بھی صادر ہوا۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم شریف میں ہے:

((إِنَّ نَاسًا سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْكَاهِنِ (أَوِ الْكُهَّانِ) فَقَالَ: لَيْسُوا بِشَيْءٍ، فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِشَيْءٍ (أَوْ بِالشَّيْءِ) فَيَكُونُ حَقًّا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْوَحْيِ، يَحْفَظُهَا الْجَنِيُّ فَيَقْرُهَا، أَيْ يُلْقِيهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ فَيَحْلِطُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ.))

”کچھ لوگوں نے نبی ﷺ سے کاہن یا کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا“۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ لوگ بعض دفعہ کوئی بات کہتے ہیں تو وہ درست نکل آتی ہے (آخر اس کی کیا وجہ ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وحی الہی میں سے جتن کسی کلمہ کو سن لیتا ہے اور اسے آکر اپنے دوست انسان (یعنی کاہن) کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ پس وہ کاہن اس ایک لفظ کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا (اور لوگوں کو سنا سنا پھرتا) ہے۔ (73)

(72) ہدایۃ المستفید ۲/۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲۔ (73) بخاری ۶۴۱۳، مسلم مع النووی ۳۲۵/۱۴، الزواجر ۲/۱۱۰

وَجِ الْهٰبِیْ مِیْنِ سَے كُوْنِیْ جِنِّ كِیْ كَلِمَہ كُو كِیْ سَے ن لِیْتَا ہَے؟ اِس اَمْرِ كِیْ مَزِیْدِ وِضَا حَ صَحِیْح

بِخَارِیْ شَرِیْفِ كِیْ اِیْكَ حَدِیْثِ سَے ہُوْتِیْ ہَے چِنَا نِچَا رِشَا دِ رِسَا لَتِ مَآبِ ﷺ ہَے:

((اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَ هُوَ السَّحَابُ . فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ فُقْضِيَ فِي

السَّمَاءِ فَيَسْتَرْقِ الشَّيْطٰنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَنُوْتِيْهِ اِلَى الْكُهٰنِ

فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةً كَذِبًا مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ.)) (74)

” (اللہ تعالیٰ کے اوامیر یا وحی الہی سن کر) فرشتے جب بادلوں میں اترتے ہیں

تب وہ اُس امر الہی کا باہم تذکرہ کرتے ہیں جو آسمان میں طے پایا ہو۔

شیطان چوری چُپھے کچھ سننے کے لیے کان لگاتا ہے اور کسی امر کے بارے میں

کچھ سن لیتا ہے۔ وہ اس بات کو کاہنوں تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر وہ کاہن لوگ

اس بات کے ساتھ اپنی طرف سے سوجھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں۔“

یہ دونوں ارشاداتِ رسول ﷺ ہیں اور کُتُبِ احادیث میں سے پوری مِلّتِ مسلمہ کے

نزدیک کے بعد دیگرے سب سے صحیح و مستند ترین کتابوں بخاری شریف و مسلم شریف

میں منقول ہیں جن سے معلوم ہو رہا ہے کہ علمِ غیب کے الہی دعوے کرنے والے لوگوں کی اصل

حقیقت کیا ہے؟ ان شیاطینِ انس و جن کا باہمی تعلق کیا ہے؟ اگر ان کی کوئی بات درست نکل بھی

آئے تو اس میں بھی ایک سچ اور سوجھوٹ کی آمیزش ہوتی ہے۔ اور وہ درست حصہ بھی وحی

شیطان ہوتا ہے۔

اب فرمائیے! جس بہروپیے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ یہ فرمائیں:

((لَيْسُوا بِشَيْءٍ)) کہ ”ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔“

اور ہمارے احباب کہیں کہ نہیں جی! وہ تو بڑے پتے کی اور ٹھیک ٹھیک باتیں اس طرح

بتاتے ہیں کہ ہتھیلی پر سوسوں جمادیتے ہیں۔ وہ غیب کی خبریں جانتے اور بڑے پتے پتے ہوئے

ہیں۔ کیا یہ نظریہ فرمان رسالت اور مقام نبوت سے کھلی بغاوت اور سرکشی و سرتابی نہیں؟ ایسے ہی نجومیوں کی بعض درست نکلنے والی باتوں کی حیثیت بھی وہی ہے جو کابھوں کی ہے۔ وہ بھی ایک بات درست کہیں تو سو جھوٹ بولتے ہیں اور ان کی درست بات کا مطلب بھی ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ وہ بر بنائے علم درست کہتے ہیں بلکہ ان کی کوئی بات اتفاقاً درست ہو جاتی ہے جس میں ان کا اپنا کوئی کمال نہیں ہوتا۔ پس جو شخص ان لوگوں کو سچا سمجھتا ہے وہ کڑی آزمائش اور فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (75)

اور بقول کسے

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر
لباسِ خضر میں یہاں رہن شیطان پھرتے ہیں

علم نجوم و کہانت و رمل ؛ شریعت کی نظر میں:

بعض لوگ روشن خیالی اور وسعتِ معلومات کا بھرم قائم کرنے کے لیے بیٹھے بٹھائے کھٹاک سے فتویٰ داغ دیتے ہیں کہ علم سیکھنا جائز ہے چاہے کوئی بھی ہو حالانکہ یہ نظریہ ایسے لوگوں کا ہی ہو سکتا ہے جو غلط اور درست کے کسی شرعی معیار کو تسلیم نہ کرتے ہوں ورنہ اس مطلق فتوے کو اس شرعی شرط کے ساتھ مقید کرنا ہوگا کہ ہر علم سیکھنا جائز ہے اگر اُس میں شریعت کی مخالفت نہ پائی جاتی ہو جبکہ بعض علوم ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں قرآن و سنت کی واضح نصوص شاہد ہیں کہ ان کا سیکھنا ناجائز و حرام ہے اور کئی ایسے علوم بھی ہیں کہ جن کا سیکھنا آدمی کو کفر کی وادیوں میں پہنچا دیتا ہے اور وہ شخص سزائے موت کا مجرم قرار پاتا ہے جیسا کہ علم سحر یعنی جاؤ کے بارے میں ہم عرض کر چکے ہیں۔ اور اس سے ملتا جلتا اور قدرے کم تر درجے کا علم، علم نجوم ہے۔

جبکہ برصغیر کے ممالک میں یہ علم نجوم بھی کافی عروج پر ہے بلکہ نجومیوں اور جوتشیوں نے



باقاعدہ دوکانیں سجا رکھی ہیں، اور انہوں نے اپنی دوکانوں کے ارد گرد اور پھر دور دراز تک سڑکوں کے کنارے پر قد آدم بورڈ لگوا رکھے ہوتے ہیں جن پر جلی حروف سے ملحدانہ و مشرکانہ شہ سرخیاں دی ہوتی ہیں مثلاً: ”جو چاہو سو پوچھو“ آپ صرف انہی چار لفظوں پر غور کریں اور سوچیں، کیا ایسے لوگوں اور ان کے پاس پوچھنے کے لیے جانے والوں کو اللہ کی بھی کوئی ضرورت رہ جاتی ہے؟ کیونکہ یہ تو خاصہ الہی ہے کہ تقدیر خیر و شر اور علم غیب صرف اُسی کے ہاتھ میں ہے، مگر یہ لوگ ”جو چاہو سو پوچھو“ کے نعرے لگاتے پھر رہے ہیں، اور ہمارے بھائی اُن کے ان پرکشش نعروں پر بلا سوچے سمجھے یقین کر لیتے ہیں، اور ایمان کا دامن جھاڑ کر وہاں سے رخصت ہوتے ہیں۔

اہل بدعت کا یہ گروہ مختلف ناموں سے مسلمانوں کے ایمان اور جیبوں پر ڈاکے ڈالنے میں مصروف ہے۔ ان میں سے کسی کو علم نجوم کا دعویٰ ہے تو کسی کو علم رمل کا، اور کوئی فن کہانت کا دھنی ہے اور کاہن کہلواتا ہے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چند باتیں ملا کر مسروقہ چیز اور جائے سرقہ [جہاں چوری ہوئی اُس جگہ] کی نشاندہی کر دے اُسے عَرَاف یعنی نجومی کہا جاتا ہے۔ (76)

اور یہی لوگ ہمارے ہاں ”سیانے“ کہلاتے ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عَرَاف کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا ہے کہ اٹکل پچھو سے کام لے کر غیب دانی و کشف کا دعویٰ کرنے والے کاہن، نجومی اور رمل جاننے والے کو عَرَاف کہا جاتا ہے۔ (77)

ان لوگوں اور ان کے پاس جانے اور ان کی باتوں پر یقین کرنے والوں کے بارے میں صحیح مسلم شریف و مسند احمد میں ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ آتَى عَرَافًا فَسَأَلَهُ فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا))

”جس شخص نے کسی عَرَاف (نجومی، کاہن، رمال یا سیانے) کے پاس

جا کر اُس سے کچھ پوچھا اور پھر اُسکی تصدیق بھی کی، اُسکی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوگی۔“ (78)

جبکہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ آتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ ﷺ))
 ”جو شخص کسی کا ہن یا نجومی کے پاس گیا اور اس کی بات پر یقین بھی کیا، اُس نے شریعتِ مصطفیٰ ﷺ [قرآن و سنت] کا انکار کیا۔“ (79)

مسند بزار اور معجم طبرانی اوسط میں صحیح ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَكْهَنَ أَوْ تُكْهِنَ لَهُ))

”جو کوئی کاہن بنے یا کاہن کے پاس جا کر کچھ پوچھے، وہ ہم میں سے نہیں۔“ (80)

ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان میں علمِ نجوم کو نبی ﷺ نے جاؤ کی قسم قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

((مَنْ أَقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ النُّجُومِ فَقَدْ أَقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ)) (81)

”جس شخص نے علمِ نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا اُس نے گویا اتنا جاؤ و سیکھ لیا، اور جس قدر سیکھتا جائے گا، اتنا ہی اُسکے گناہ میں اضافہ ہوتا جائیگا۔“

(78) مختصر مسلم حدیث ۱۴۹۶، مع نووی ۲۲۷/۱۴۷، صحیح الجامع ۵۹۳۰۔

(79) صحیح ابی داؤد ۳۳۰۵، صحیح الترمذی ۱۱۶، ابن ماجہ ۶۳۹، مسند احمد ۴۰۸/۲، صحیح الجامع ۵۹۴۲۔ ۸۱ فتح اللجید ص ۶۵۴۔

(80) تخریج کیلئے ملاحظہ فرمائیں صحیح الجامع: ۵۴۳۵ و الصحیح: ۲۱۹۵۔

(81) تخریج کیلئے دیکھئے حاشیہ: ۶۲، تطہیر اجتماعات اردو، ص ۱۳۷ حاشیہ، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح اللجید باب النجوم ص ۶۷ تا ۶۸، الرّواجز بہتیمی ۱۱۰/۲۔

ستاروں کے مشاہدہ سے مہینوں کی آمد بُرجوں کا تعین، پہنچگانہ نماز کے اوقات اور چاند و سورج گرہن معلوم کرنا جبکہ تمام تر دار و مدار حساب پر ہے، اسکے سیکھنے سکھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (82)

امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف لطیف ”الزّواجر“ میں کہانت، عرافت، پرندہ اڑا کر فال لینے، زمین پر خطوط کھینچ کر یا کنکریوں کے ذریعے فال نکالنے، تخیم و عیافہ، کاہن کے پاس جانے، عراف کے پاس جانے، نجومی کے پاس جانے، پرندہ اڑانے والے کے پاس جانے، اور عیافہ کے پاس جانے کو کبیرہ گناہوں میں سے شمار کیا ہے۔ اور کاہن کی تعریف یہ لکھی ہے کہ جو شخص غیب کے خبریں دینے کا دعویٰ کرے اور کہے مجھے حق بتاتا ہے اور مستقبل میں رونا ہونے والے واقعات کے بارے میں پیش گوئی کرے اور ان تمام امور میں سے بعض باتیں تو صحیح مگر اکثر غلط ہوں۔ اور عیافت و عیافہ سے مراد پرندہ اڑا کر فال نکالنا ہے۔ (83)



(82) الزّواجر ہیتمی ۲/۱۰۹-۱۱۰ اوضح الجید ایضاً و نظیراً، جمعات صفحہ ۱۱۳ اردو۔

(83) الزّواجر ایضاً

عمل صالح کی دوسری شرط : اخلاصِ اللہ یا عدمِ ریاءِ کاری

اخلاصِ اللہ یا عدمِ ریاءِ کاری : قرآن کریم کی نظر میں :

کسی بھی نیک عمل کے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہونے کی تین شرطوں میں سے دوسری شرط ”اخلاصِ اللہ“ یا ”عدمِ ریاءِ کاری“ ہے، چنانچہ ہم جو بھی نیک کام یا عبادت کریں وہ صرف رضائے الہی کے حصول کے لیے ہو، کسی دوسرے کی خوشنودی ہرگز مطلوب نہ ہو، اور نہ ہی اُس کا رِخیر میں یہ جذبہ کارفرما ہو کہ اگر میں یہ کام کروں گا تو لوگ مجھے بڑا پرہیزگار اور عابد و زاہد سمجھیں گے، مجھے بڑا متقی و رحم دل، غریب پرور اور سخی کہیں گے، مجھے بڑا عالم و فاضل اور خوش الحان قاری مانیں گے یا مجھے بڑا شیر دل اور بہادر و شجاع قرار دیا جائے گا۔ اپنے عمل کے بارے میں دنیا والوں سے یہ تمنائیں ہرگز نہ کی جائیں بلکہ ہر عمل عند اللہ مقبول تھی ہوتا ہے جب پورے اخلاصِ نیت کے ساتھ اُسے اللہ تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی کے لیے سرانجام دیا جائے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے کتنے ہی مقامات پر ہماری راہنمائی فرمائی ہے، چنانچہ سورہ نساء کی آیت ۱۴۶ میں منافقین کا انجام بد بیان کرنے کے بعد فرمایا :

﴿الَّذِينَ تَأْتُوا وَاَصْلَحُوا وَاَعْتَصَمُوا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَوْفَ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾

”البتہ جو اُن میں سے تائب ہو جائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کر لیں

اور اللہ کا دامنِ تھام لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر دیں، ایسے لوگ

مؤمنوں کے ساتھ ہیں، اور اللہ مؤمنوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔“

اور سورہ اعراف کی آیت: ۲۹ میں اخلاصِ فی العمل کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :

﴿وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۝۲۹﴾

”اور ہر عبادت میں اپنا رخ ٹھیک رکھو اور صرف اُسی [اللہ] کو پکارو، اپنے دین کو اس کے لیے خالص رکھ کر“۔

سورہ زمر کی آیت: ۲ میں نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾

”یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف برحق نازل کی ہے، لہذا آپ اللہ ہی کی بندگی کریں دین کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے“۔

ایسے ہی سورہ زمر کی آیت: ۱۱ اور ۱۲، اور سورہ عافر (المؤمن) کی آیت: ۱۳ اور ۶۵ میں بھی اخلاص کی تعلیم فرمائی ہے۔ قربانی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اُسے دلوں کا اخلاص مطلوب ہے نہ کہ خون اور گوشت جیسا کہ سورہ حج کی آیت: ۳۷ میں ارشادِ الہی ہے:

﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ﴾

”اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کے خون یا گوشت نہیں پہنچتے بلکہ اُسے تو تمہارا تقویٰ و اخلاص پہنچتا ہے“۔

اس بات کا تو مشرکین مکہ کو بھی یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی اخلاص سے خالی دعاء و پکار یا فریاد کو نہیں سنتا، اور وہ مشرکین بھی طوفان میں گھر جانے پر پورے اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا کرتے تھے جیسا کہ سورہ یونس، آیت: ۲۲، سورہ عنکبوت، آیت: ۶۵ اور سورہ لقمان، آیت: ۳۲ میں مذکور ہے۔ غرض عبادت کی قبولیت کے لیے اخلاص شرط ہے اور اخلاص فی العمل کا حکم تو اہل کتاب کو بھی تھا جیسا کہ سورہ البینہ کی آیت: ۵ میں مذکور ہے اور سورہ بقرہ کی آیت: ۱۳۹ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿قُلْ أَتَحَابُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ﴾

”[اے نبی! ان سے کہہ دیں: کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے اور ہم اللہ ہی کے لیے اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں۔“

عمل میں اخلاص اللہ کا اتنا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں پر شیطان کا بھی کوئی بس نہیں چلتا جیسا کہ خود اُس نے اعتراف کیا ہے۔ قرآن پاک اٹھا کر دیکھیں، سورہ حجر کی آیت: ۴۰، اور سورہ ص کی آیت: ۸۲-۸۳ میں اللہ تعالیٰ نے اس [شیطان] کا اعتراف ذکر فرمایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے جرم کی پاداش میں شیطان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکارا گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت کی قسم کھا کر کہا تھا:

﴿لَا أُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝﴾

”میں ان سب [بنی آدم] کو بہکا کر رہوں گا، سوائے تیرے اُن بندوں کے جنہیں تو نے خالص کر لیا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کے خالص بندے صرف وہی ہوتے ہیں جن کی ساری زندگی ہی پیکرِ اخلاص ہو، ان کے اعمال میں شرک، دکھلاوا اور ریاء کاری کا شائبہ تک نہ ہو۔

اخلاص عمل کی فضیلت و برکت ؛ حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں :

اخلاص عمل کی فضیلت و برکت کے سلسلہ میں نبی رحمت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ارشادات کتب حدیث میں بکثرت موجود ہیں اور ان میں سے ہم صرف دو ایک حدیث آپ کے سامنے بیان کرنے پر اکتفاء کر رہے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ خالص رضائے الہی کے لیے کیے گئے اعمال کا اجر و ثواب جہاں آخرت میں ملے گا، وہیں ان کا پھل کسی نہ کسی رنگ میں انسان اس دنیا میں بھی پالیتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم اور نسائی و ابن حبان میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

”تین آدمی سفر پر نکلے، راستے میں رات گزارنے (اور ایک روایت کی رُو سے بارش سے بچنے) کے لیے ایک پہاڑی غار میں داخل ہو گئے۔ اتفاق یہ ہوا کہ کوئی چٹان لڑھکی اور ایک بہت بڑے پتھر کے گرنے سے غار کا منہ بند ہو گیا [اور باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ رہا] انہوں ایک دوسرے سے کہا کہ اس مشکل سے نجات پانے کا اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے اپنے ایسے نیک اعمال کو یاد کریں [جو صرف اللہ کے خوف سے اور رضائے الہی کے لیے کیے تھے] اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے نجات طلب کریں، تینوں نے باری باری کہنا شروع کیا۔ ایک نے کہا: ”اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے، دن بھر بکریاں چرا کر جب شام کو گھر میں آتا تو اُن کا دودھ دھو کر اپنے بال بچوں سے پہلے اپنے والدین کو پلایا کرتا تھا۔ ایک دن میں چارے کی تلاش میں بکریوں کو دور لے گیا، رات گئے جب گھر لوٹا تو والدین سوچکے تھے۔ میں دودھ کا پیالہ لیے رات بھران کے سر ہانے کھڑا رہا [بچوں کو اس لیے نہ دیا کہ ماں باپ کا حق پہلے ہے اور انہیں اس لیے نہ جگایا کہ ان کی نیند میں خلل آئے گا] جب فجر طلوع ہوئی تو وہ اٹھے اور میں نے سب سے پہلے انہیں دودھ پیش کیا۔ بعد میں اپنے اہل و عیال کو دیا، اے اللہ! اگر میرا یہ عمل خالص تیری رضا کے لیے ہی تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما“۔

اتنا کہنے پر وہ بھاری چٹان اپنی جگہ سے تھوڑی سی سرک گئی مگر نکلنے کا راستہ نہ بن سکا۔ اب دوسرے نے کہنا شروع کیا: ”اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی جسے میں دنیا بھر سے زیادہ چاہتا تھا، میں نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ ظاہر کیا تو اس نے انکار کر دیا، ایک وقت آیا کہ قحط سالی و تنگ دستی کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ کچھ تعاون طلب کرنے آئی تو میں نے اسے سونے کے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میری تمنا پوری کر دے۔ ناچار وہ تیار ہو گئی مگر عین موقع پر اس نے کہا: ((لَا يَحِقُّ لَكَ أَنْ تَفْضَلَ الْحَاتِمَ إِلَّا بِحَقِّهِ)) ”تمہارے لیے حلال و جائز نہیں کہ تم مہر عصمت کو ناحق داغدار کرو“۔

یہ سنتے ہی میں اپنے ارادوں سے باز آ گیا اور جو سونا اسے دیا تھا وہ بھی واپس نہ لیا۔ ”اے اللہ! اگر میرا یہ عمل خالص تیری رضا کے لیے تھا تو ہمیں اس مشکل سے نکال دے۔“

اب کے چٹان کچھ اور سرک گئی مگر ابھی تک نکلنے کا راستہ نہ بنا تھا۔ لہذا اب تیسرے نے کہنا شروع کیا: ”اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو کام پر لگایا، سب کی مزدوری دے دی مگر ایک آدمی مزدوری لیے بغیر ہی چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کے پیسے نفع آور کام میں لگا دیئے یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے وہ بہت لمبا چوڑا مال بن گئے۔ ایک مدت کے بعد وہی شخص آیا، اور اس نے اپنی اجرت کا مطالبہ کیا تو میں نے اسے کہا کہ یہ جتنے بھی اونٹ، گائیں اور بکریاں ہیں اور یہ جتنے بھی غلام ہیں، یہ سب تیرے ہیں، اس نے کہا: اللہ کے بندے! مذاق نہ کرو، میں نے اسے سارا ماجرا کہہ سنایا اور جب اسے میری بات کا یقین آ گیا تو وہ سارا مال لے گیا اور کوئی چیز بھی نہ چھوڑی۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل خالص تیری خوشنودی کے لیے کیا تھا تو ہماری یہ مشکل آسان کر دے۔“

((فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ، فَخَرَجُوا يَمْسُونَ))

”وہ چٹان غار کے منہ سے ہٹ گئی اور وہ باہر نکل آئے۔“ (84)

اخلاص کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ہی بخاری و مسلم میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ))

”تمام اعمال کی صحت کا دار و مدار بس نیت پر ہے۔“ (85)

ایسے ہی ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَّلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلَى قُلُوْبِكُمْ))

(84) بخاری مع الفتح ۳۶۹۳-۳۷۰، مسلم: ۲۷۴۳، نسائی، ابن حبان، الترغیب والترہیب ج: ۱ حدیث: ۱

(85) صحیح بخاری ۱/۱۵۰، مسلم: ۱۹۰۷، ابوداؤد: ۲۲۰۱، ترمذی: ۱۶۲۷، صحیح نسائی: ۷۳

وَأَعْمَالِكُمْ)) (86)

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں [جسموں] اور تمہارے مال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔“ (87)

صحت و ضعف کے حوالے سے مختلف فیہ ایک حدیث میں ہے :

((مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَى الْإِخْلَاصِ لِلَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ فَارَقَهَا وَاللَّهُ عَنْهُ رَاضٍ))

”جو شخص دنیا سے اخلاصِ اللہِ وحدہ لا شریک لہ کے ساتھ رخصت ہوا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوا کہ اللہ اُس سے راضی تھا، (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا)۔“ (88)

ریاء کاری کی مذمت ☆ قرآن کریم کی روشنی میں :

عبادت میں اخلاصِ اللہ ایسی نعمت ہے کہ ہر عمل کی قیمت ہی اسی سے بنتی ہے اور ریاء کاری ایسی بلا ہے کہ انسان کا سارا کیا دھرا ہی رائیگاں جاتا ہے جبکہ اخلاص اور ریاء کاری کی حدیں بہت قریب قریب ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ قوس قزح کے رنگوں کی طرح ہی یہ دونوں بھی اتنی قریبی چیزیں ہیں کہ ان میں حدِ فاصل قائم کرنا بھی اللہ کی توفیق و عنایت کے بغیر ناممکن ہے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ جو شخص نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، قربانی، صدقہ و خیرات یا کوئی بھی نیک عمل

(86) راقم الحروف جب دینی تعلیم کے حصول کیلئے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخل ہوا تو پہلی کلاس کو اُس دن مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کی کتاب ”نخبۃ الحدیث“ کی یہی حدیث پڑھائی گئی تھی اس اعتبار سے میرے لیئے یہ حدیث شریف ایک یادگار حدیث ہے۔ ابوعدنان (87) مختصر مسلم: ۶۷۷، ابن ماجہ: ۴۱۴۳، صحیح الترغیب حدیث: ۱۳۔ (88) ابن ماجہ: ۷۰، والحاکم وقال: صحیح الاسناد، الترغیب والترہیب ج: ۱، حدیث: ۲، البیہقی شیخ البانی نے اسے ضعیف الجامع (۵۷۳۱) میں ذکر کیا ہے۔

کرے اور اس کی نیت میں ذرا بھی یہ فتور آجائے کہ ان کاموں کی وجہ سے لوگ مجھے عابد و زاہد، پرہیزگار و پارسا اور حاجی کہیں گے یا پھر اس کی سوچ دوسرا رخ اختیار کر لے کہ وہ اگر صدقہ و خیرات نہیں کرے گا تو لوگ کیا کہیں گے کہ پڑوس میں لوگ بھوکوں مر رہے ہیں اور یہ ان کی کوئی مدد ہی نہیں کرتا، اگر اس سال بھی حج پر نہ گیا یا قربانی نہ کی تو برادری یا پہچان والوں میں ناک کٹ جائے گی۔ جو شخص بھی ناک کو بچانے کے لیے نمود و نمائش اور ریاء کاری و دکھلاوے کے طور پر کوئی نیک کام کرے تو رضائے الہی کے حصول کی نیت خالص نہ رہی بلکہ رضائے الہی کے ساتھ رضائے برادری وغیرہ بھی شامل ہو گئی، اور جو اعمال رضائے برادری یا ناک کے تحفظ کا نسخہ بن جائیں انہیں بھلا اللہ تعالیٰ کے یہاں شرف قبولیت کیسے حاصل ہوگا؟ ریاء کاری تو عمل کو کھوٹے سسکے کی طرح بنا دیتی ہے جیسے وہ بازار میں نہیں چل سکتا، ایسے ہی کھوٹی نیت سے کیا گیا عمل بھی دربار الہی میں مقبول و منظور نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۴ میں فرمایا ہے:

﴿بِأَيِّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾

”اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر اُس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں لاتا۔ اُس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی، اُس پر زور کا مینہ برسنا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی۔ ایسے اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اُس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا اور اللہ کا فرقہ کم کو ہدایت نہیں دیتا۔“

سورۃ نساء کی آیت: ۱۳۲ میں ریاء کاری کو منافقین کی خصلت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُتَّالًا يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝﴾

”جب یہ نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو سستی کے مارے ہوئے محض لوگوں کو دکھلانے کے لیے اٹھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔“

سورۃ کہف کی آخری آیت: ۱۱۰ میں فرمایا:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝﴾

”پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اُسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔“

کسی کے دکھلاوے کو عمل کرنا بھی اُسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ہے، اسی لیے امام ذہبی نے [کتاب الکبائر] میں ﴿وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ کا ترجمہ یہ لکھا ہے:

(أَيُّ لَا يُرَائِي بِعَمَلِهِ أَحَدًا)

”وہ اپنا عمل کسی کے دکھلاوے کے لیے نہ کرے۔“

اہل شرک اور اہل ریاء کے نیک اعمال کے ساتھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کیا سلوک فرمائے گا؟ اس سلسلہ میں سورۃ الفرقان: آیت: ۲۳ میں ارشادِ باری ہے:

﴿وَقَدَّمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا ۝﴾

”اور ہم اُن کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان کے سب کئے دھرے کو غبار کی طرح اڑادیں گے۔“

اللہ تعالیٰ نے تیسویں پارے کی سورۃ الماعون میں بھی ریاء کاری کی زبردست مذمت فرمائی اور اہل ریاء کا انجام ویل و ہلاکت بتایا ہے اور ﴿الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ﴾ سے مراد وہی لوگ



ہیں، [جور یا عکاسی کرتے ہیں]۔ اور [وِیْل] کا ترجمہ عموماً ہلاکت یا جہنم کیا جاتا ہے جبکہ [وِیْل] جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں آگ کی شدت تمازت و حرارت کا یہ عالم ہوگا کہ اگر اس میں پہاڑ بھی ڈالا جائے تو پگھل جائے، اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ۔ (89)

ریاء کاری کی مذمت ☆ حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں:

کوئی بھی نیک عمل یا عبادت جو خالص رضائے الہی کی بجائے فخر و مباہات اور ریاء و دکھلاوے کے طور پر کی جائے، اُسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ جب اسی سلسلہ میں نبی ﷺ کے ارشادات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ریاء کاری نہ صرف عمل ضائع کر دینے والا گناہ بلکہ شرک بھی ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے فتنہ دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ نبی ﷺ بھی تشریف لے آئے اور فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ))

”کیا میں تمہیں اُس چیز کے بارے میں خبر نہ دوں جو میرے نزدیک فتنہ

دجال سے بھی تمہارے لیے زیادہ خوفناک ہے؟“

ہم نے عرض کیا: ضرور بتائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((الشِّرْكُ الْخَفِيُّ)) ”وہ فتنہ شرک خفی ہے۔“

اور پھر خود ہی شرک خفی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((أَنَّ يَقُومَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّي فَيَزِيدُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) (90)

”[شرک خفی یہ ہے] کہ کوئی شخص نماز پڑھے اور اپنی نماز کی حُسن اور نیکی میں

اضافہ کر دے کیونکہ اُسے کوئی دوسرا دیکھ رہا ہے۔“

(89) تطہیر المجتمعات عن ارجاس الموبقات، احمد بن حجر، تاضی قطر۔

(90) ابن ماجہ حدیث: ۴۲۰۴ شیخ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے، مشکوٰۃ، حدیث: ۵۳۳۳، الترغیب و

الترہیب ۴۵۱۔

گویا دیکھنے والے آدمی کی خاطر نماز کو ادا کرنے میں زیادہ اہتمام کرنا ریاءِ کاری اور شرکِ خفی ہے۔ ایسے ہی مسند احمد وغیرہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ))

”مجھے تمہارے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ ہے، وہ شرکِ اصغر ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: شرکِ اصغر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا :

”الرِّيَاءُ“ (91) یعنی دکھلاوا۔“

مسند احمد اور طبرانی میں تو بڑے واضح انداز میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ صَلَّى يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ)) (92)

”جس شخص نے ریاءِ کاری کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے ریاءِ کاری و دکھلاوے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھلاوے کے لیے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔“

جبکہ بخاری و مسلم میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ [يَوْمَ الْقِيَامَةِ] وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ)) (93)

”جس شخص نے کوئی عمل اس نیت سے کیا کہ لوگوں میں اس کی شہرت و تعریف ہو، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے اس کی بد نیتی ظاہر کر کے اُسے

(91) مسند احمد ۲۲۸/۵-۲۲۹ باسناد جید وابن ابی الدینا والبیہقی فی الزہد، الترغیب ۴۸، طبرانی کبیر ۴/۲۵۳، مشکوٰۃ حدیث: ۵۳۳۴۔

(92) مسند احمد: ۴/۱۲۶، مستدرک حاکم: ۴/۳۲۹، طبرانی: ۳۳۷/۷، ۳۳۸، مشکوٰۃ: ۵۳۳۱، الترغیب للمندری: ۴۴۱/۱، مختصر الترغیب لابن حجر: ۷۔

(93) بخاری، حدیث: ۶۴۹۹، مختصر مسلم للمندری: ۲۰۹۰، مشکوٰۃ، حدیث: ۵۳۱۶-۵۳۲۷۔

رسوا کرے گا اور دکھلاوا کرنے والے کے ساتھ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بھی
ویسا ہی سلوک کرے گا۔“

اسی سلسلہ میں ہی بعض دیگر احادیث بھی ملتی ہیں، جیسا کہ مسند احمد، طبرانی کبیر،
سنن کبریٰ بیہقی اور شعب الایمان بیہقی میں ایک ارشادِ نبوی ﷺ ہے :
(مَنْ سَمِعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ، سَمِعَ اللَّهُ بِهِ أَسْمَاعَ خَلْقِهِ، وَحَقْرَهُ وَصَغْرَهُ) (94)
”جس شخص نے کوئی نیک کام کر کے لوگوں میں اپنے کارناموں کا ڈھنڈورا
پیٹا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے اس کی ریا کاری کو ظاہر
کر کے اُسے ذلیل و رسوا کر دے گا۔“

جبکہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور پوچھا:
اگر کوئی شخص اجر و ثواب اور شہرت کے لیے جہاد کرے تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا شَيْءَ لَهٗ)) ”اس کے حصے میں کچھ بھی (ثواب) نہیں آئے گا۔“
اُس شخص نے تین مرتبہ اپنا سوال دہرایا اور نبی ﷺ نے بھی یہی کلمات تین مرتبہ دہرائے
اور پھر فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ خَالِصًا وَابْتِغَىٰ بِهِ
وَجْهَهُ)) (95)

”اللہ تعالیٰ کوئی ایسا عمل قبول نہیں کرتا جو خالص اسی کی رضاء کے حصول کے
لیے نہ کیا گیا ہو۔“

(94) مسند احمد ۱۶۲۲-۱۹۰-۲۱۲-۲۲۳، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۱۲۳-۱۲۴، المشکوٰۃ: ۵۳۱۹، الترغیب و
الترہیب ۳۲۰، الطبرانی فی الکیبیر والبیہقی، مجمع الزوائد لابی نعیم ۲۲۲۱۰ -
(95) صحیح نسائی: ۲۹۴۳، الصحیح حدیث: ۵۲، صحیح الترغیب ۶۱ -

ایک حدیث میں تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ منادی کرادے گا کہ جس شخص نے ریاء کاری کا عمل کیا وہ انہی لوگوں کے پاس جا کر اُس کا ثواب طلب کرے جنہیں دکھانے کے لیے اس نے وہ عمل کیا تھا۔ مکمل حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ: مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمَلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَيَطْلُبُ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ أَعْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرُوكِ)) (96)

”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں، لوگوں کو جمع کرے گا اور ایک منادی یہ نداء لگائے گا: جس نے کوئی عمل اللہ کے لیے کیا اور کسی دوسرے کو بھی اس میں شریک کیا وہ اس کا اجر و ثواب اُسی غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ تمام شرکاء سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہے۔“

صحیح مسلم وغیرہ میں تین شخصوں کے بارے میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ قیامت کے روز (میدانِ محشر میں) سب لوگوں سے پہلے شہید کا فیصلہ ہوگا، اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا، تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

((فَمَا عَمَلْتُ فِيهَا)) ”تو نے ان نعمتوں کا استعمال کیسے کیا؟“

وہ جواب دے گا:

((قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ))

”میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا۔“

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا کیونکہ تو نے جہاد اس لیے کیا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور

(96) مسند احمد ۳/۴۶۶، صحیح الترمذی: ۲۵۲۱، ابن ماجہ: ۴۲۰۳، موارد الظمان: ۲۴۹۹-۲۵۰۰، مختصر الترغیب لابن حجر ۹، والمشکوٰۃ: ۵۳۱۸۔

وہ تجھے کہہ دیا گیا تھا۔

((ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّىٰ أُلْقِيَ فِي النَّارِ))

”پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔“

دوسرا آدمی وہ عالم و قاری ہوگا جس نے علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن مجید پڑھا، اس کو بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنی نعمتیں معلوم کروائے گا، وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

((فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟)) ”تو نے ان نعمتوں کی کیا شکرگزاری کی؟“

وہ کہے گا: میں نے علم کو سیکھا اور سکھلایا اور میں نے تیرے راستے میں تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا [کیونکہ تو نے یہ کام میرے لیے نہیں کیا] بلکہ اس [علم] کو تو نے اس لیے سیکھا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور تو نے قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے۔

((فَقَدْ قِيلَ)) ”پس وہ [تجھے] کہہ دیا گیا۔“

پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا:

((فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّىٰ أُلْقِيَ فِي النَّارِ))

”اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“

تیسرا شخص وہ سخی ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ نے فراخی کی اور اس کو ہر قسم کا مال دے رکھا تھا:

((فَأُتِيَ بِهِ)) ”پھر اسے لایا جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان کو پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو نے ان نعمتوں کا استعمال کیسے کیا؟ وہ کہے گا: میں نے سب مال تیرے راستے میں تیری رضا کے لیے

خرچ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا :

((كَذَبْتَ)) (97) ”تو نے جھوٹ بولا“۔

تو نے اس لیے [مال خرچ] کیا کہ تجھے سخی کہا جائے، چنانچہ تجھے [سخی] کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اس شرک اصغر [ریاء کاری] کا انجام یہ ہے کہ مسلم شریف کی ایک قدسی حدیث میں ارشادِ الہی ہے :

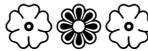
((اَنَا اَعْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرْكِ ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكَتُهُ وَ شُرُكُهُ)) (98)

”میں ہر شریک کی بہ نسبت ہر قسم کے شرک سے بے نیاز ہوں، جو شخص میرے لیے کوئی عمل کرتا ہے اور میرے علاوہ بھی کسی کو [دکھلاوا کر کے] میرا شریک بناتا ہے، تو میں اُسے اسی کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں [یعنی وہ عمل قبول نہیں کرتا]“۔

صحیح مسلم، ابن ماجہ، ابن خذیمہ اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے :

((فَاَنَا بَرِيٌّ ، هُوَ لِلَّذِي عَمِلَ لَهُ)) (99)

”وہ عمل اُس [دوسرے] کے لیے ہی ہوگا، جس کے لیے اس نے کیا ہے، میں اس سے بری ہوں“۔



(97) صحیح مسلم مع نووی ۷/۱۳۰-۵۱، صحیح الترمذی حدیث: ۱۶۴۳، نسائی ۶/۲۳۲-۲۴، صحیح الترغیب حدیث: ۲۰

(98) صحیح مسلم مع نووی ۹/۱۸۱-۱۱۵

(99) صحیح مسلم مع نووی ۹/۱۸۱-۲۵، ابن ماجہ: ۴۲۰۲، ابن خزیمہ والبیہقی صحیح الترغیب حدیث: ۳۱، مشکوٰۃ: ۵۳۱۵

عمل صالح کی تیسری شرط : مطابقت و موافقتِ سنت

اطاعتِ رسول ﷺ ☆ قرآن کریم کی روشنی میں :

اہل علم نے اصول شریعت کی روشنی میں عمل صالح کی جو تین شرطیں بتائی ہیں، اُن میں سے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ عمل نبی اکرم ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہونا چاہیے یا بالفاظِ دیگر عمل صالح کی ایک شرط ”مطابقت و موافقتِ سنت“ بھی ہے کہ نماز، روزہ یا کوئی بھی نیک عمل ہو، اُسے اللہ تعالیٰ صرف اسی شکل میں قبول کرتا ہے کہ وہ عمل رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اور اپنائے ہوئے قولی و عملی طریقہ کے عین مطابق ہو، اپنی طرف سے کوئی طریقہ ایجاد نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی وہ طریقہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی بھی دوسرے کا ایجاد کردہ ہو۔ اور اگر کوئی عمل نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ یا سنت کو چھوڑ کر کسی غیر کے مصنوعی طریقے کے مطابق سرانجام دیا گیا ہو تو وہ عند اللہ ناقبول ہوگا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرنا اور آپ ﷺ کے بتائے اور اپنائے ہوئے طریقے یا سنت پر عمل کرنا اور اس کے آداب کو ملحوظ رکھنا حکمِ الہی اور فرضِ عین ہے جیسا کہ سورہ احزاب، آیت: ۲۱ میں ارشادِ الہی ہے :

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝﴾

”رسول اللہ کی ذات گرامی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔“

اور سورہ حشر کی آیت: ۷ میں ارشاد فرمایا :

﴿وَمَا اتَّكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۝﴾

”جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے آپ روکیں اس سے رک

جاؤ۔“

قرآن پاک کے کتنے ہی مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کے

ساتھ ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ آل عمران کی آیت: ۳۲ اور ۱۳۲، سورہ نساء کی آیت: ۵۹، سورہ مائدہ کی آیت: ۹۲، سورہ انفال کی آیات: ۲۰، ۲۶، سورہ نور کی آیت: ۵۴ اور ۵۶، سورہ محمد کی آیت: ۳۳، سورہ مجادلہ کی آیت: ۱۳ اور سورہ تغابن کی آیت: ۱۲ کا ترجمہ پڑھ کر دیکھ لیں۔ ان تمام آیات میں بھی اتباع رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔ کہیں فرمایا: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ کہیں فرمایا: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ کسی جگہ ارشاد ہے: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ اور کسی آیت میں ارشاد ہے: ﴿أَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾

ان سب جگہوں پر ایک ہی مطالبہ کیا گیا ہے کہ فرمان الہی کی تعمیل کرو اور ارشاد نبوی ﷺ کی اطاعت کرو۔ سورہ انفال کی آیت: ۲۴ میں ایمان والوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾

”اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسول تمہیں اُس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔“

سورہ نساء آیت: ۸۰ میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اطاعت الہی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

”جس شخص نے رسول اللہ کی اطاعت کی، اُس نے دراصل اللہ تعالیٰ کی

اطاعت کی۔“

سورہ آل عمران کی آیت: ۳۱ میں اطاعت رسول ﷺ کو حب الہی کا معیار قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝﴾

” (اے نبی! لوگوں سے) کہہ دیں کہ اگر تم حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

سنتِ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے بڑے بلند مقام و مرتبہ کا وعدہ فرمایا ہے جو قرآن پاک کے کئی مقامات پر مذکور ہے۔ مثلاً:

سورۃ نساء کی آیت: ۱۳ میں ارشاد ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ بَدْخَلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

”جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا، اُسے اللہ تعالیٰ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“

ایسے ہی سورۃ فتح، آیت: ۱ میں بھی وعدہ کیا گیا ہے، البتہ وہاں ﴿خَالِدِينَ فِيهَا﴾ کی بجائے نافرمانی کی سزا بتادی ہے، اور فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّ يَعْذِبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا﴾

”اور جو منہ پھیرے گا، اُسے وہ دردناک عذاب دے گا۔“

سورۃ نساء آیت: ۶۹ میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾

”جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں گے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ (یعنی) انبیاء، صدیقین، شہداء

اور صالحین کے ساتھ، کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آجائیں۔“

سورہ نور کی آیت: ۵۲ میں فرمایا :

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْفَائِزُونَ﴾

”جو اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کریں، اللہ سے ڈریں اور اُس کی نافرمانی سے بچیں، وہی لوگ کامیاب ہیں۔“

سورہ توبہ کی آیت: ۱۷ میں فرمایا:

”مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم

دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور

اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔“

اور اس سے آگے فرمایا :

﴿أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔“

سنت و حکم رسول ﷺ کی نافرمانی ☆ قرآن کی نظر میں :

قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو مسلمانوں کے لیے اسوۂ حسنہ اور بہترین نمونہ

قرار دیا گیا ہے اور آپ ﷺ کے ارشادات و احکام کی غیر مشروط اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس موضوع کا دوسرا پہلو بھی واضح کر دیا ہے کہ اگر اس کے باوجود

کسی نے میری اور میرے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو اس کا انجام بھی اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ سورہ

نساء آیت: ۱۴ میں ارشادِ باری ہے :

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾

”اور جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کر جائے گا، اُسے اللہ تعالیٰ آگ میں ڈالے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُس کے لیے رُسوا گن سزا ہے۔“

سورہ نساء ہی کی آیت: ۶۵ میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کی نافرمانی کو عدم ایمان کی نشانی اور آپ ﷺ کی اطاعت کو ایمان کی علامت بتاتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

”(اے میرے نبی!) آپ کے رب کی قسم، یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ آپ فیصلہ کر دیں اس پر اپنے دلوں میں تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ سر تسلیم خم کر لیں۔“

اسی سورہ نساء کی ہی آیت: ۱۱۵ میں حکم رسول ﷺ اور سنت نبوی کی مخالفت کرنے والوں کو جہنم کی سزا سناتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾

”جو شخص رسول اللہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی دوسرے کے راستے پر چلے جبکہ اُس پر ہدایت واضح ہو چکی ہے، تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدر وہ پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔“



سورہ نور کی آیت: ۶۳ میں نبی اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو اس جرم کی سزا سے باخبر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾

”رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ دنیا میں کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں، یا [آخرت میں] ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔“
اور سورہ احزاب، آیت: ۳۶ میں فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۝﴾

”کسی مومن مرد و مومنہ عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اس معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔“

سورہ فتح کی ایک ہی آیت: ۷۰ میں اطاعتِ الہی اور اتباعِ رسول ﷺ کا ثمرہ اور ان کی نافرمانی کی سزا کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يَْعُدِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۝﴾

”جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، اللہ اسے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ اور جو [ان کے حکم سے] منہ پھیرے گا، اُسے وہ دردناک عذاب دے گا۔“

اتباعِ رسول ﷺ ☆ حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں :

اطاعتِ رسول ﷺ کے بارے میں ان ارشاداتِ الہیہ کے علاوہ خاص اسی موضوع کے بارے میں خود رسولِ رحمت ﷺ کے کئی ارشاداتِ عالیہ ہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قِيلَ وَمَنْ يَا بَنِي رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)) - (100)

”میری امت کے تمام افراد جنت میں جائیں گے، سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! دخولِ جنت سے انکار کون کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی، اُس نے [دخولِ جنت سے] انکار کیا۔“

صحیح بخاری و مسلم شریف میں ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے :

((إِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) - (101)

”جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو اس سے باز آ جاؤ اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسبِ استطاعت اس کی تعمیل کرو۔“

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اتباعِ سنت کے اجر و ثواب اور مقام و مرتبہ کا پتہ دینے کے لیے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا :

”میری مثال اُس آدمی جیسی ہے جس نے آگ جلائی۔ جب اُس آگ کے ارد گرد روشنی ہوگی تو ان پروانوں اور کیڑوں نے جو آگ میں گرتے ہیں، اُس

(100) بخاری مع الفتح ۲۱۴/۱۳ - (101) بخاری مع الفتح ۲۱۹/۱۳ - ۲۲۰، مسلم شریف: ۱۳۳۷

آگ میں گرنا شروع کر دیا، وہ آدمی ان پروانوں کو اس آگ میں گرنے سے روکتا ہے مگر وہ زبردستی اُس آگ میں گرتے جاتے ہیں، ایسے ہی میں بھی تمہیں نارِ جہنم سے پکڑ پکڑ کر روکتا ہوں مگر تم زبردستی اس آگ میں گرتے جاتے ہو۔

یہ تو صحیح بخاری شریف کے الفاظ ہیں، جبکہ صحیح مسلم شریف کی روایت بھی اسی طرح ہے، مگر اس کے آخر میں ہے:

((فَذَلِكْ مَثَلِيْ وَ مَثَلِكُمْ)) (102)

”میری اور تمہاری مثال مثال بھی یہی ہے۔“

[کہ میں تمہیں پکڑ پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ آگ سے بچو، آگ سے بچو، مگر تم مجھ پر غالب آجاتے ہو اور آگ میں جا گرتے ہو۔]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات نارِ جہنم سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہیں جو انہیں اپنا لے گا وہ بیچ جائے گا اور جس نے ان تعلیمات سے روگردانی کی وہ جان بوجھ کر اور زبردستی جہنم کا سامان کر رہا ہے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ قرآن کریم کا اپنا ایک مقام ہے، جسے سمجھنے کے لیے بھی نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ گویا حدیث رسول ﷺ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لیے صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اگر حدیث رسول ﷺ یا سنت نبوی ﷺ کو اپنایا نہ جائے اور اسے حجت تسلیم نہ کیا جائے تو ہم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کسی بھی رکن اسلام پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن پاک نے ان امور کا مختصراً حکم دیا ہے جبکہ ان کی تفصیلات ہمیں سنت رسول ﷺ سے ہی لینی پڑیں گی۔ اب اُن لوگوں کی عقل کا اندازہ کر لیں کہ جن پر شقاوتِ قلبی غالب آگئی ہے اور وہ یہ کہنے لگے ہیں کہ ہمیں قرآن ہی کافی

(102) بخاری حدیث: ۶۲۸۳، مختصر مسلم حدیث: ۱۵۴۴، مسلم مع نووی ۴۹/۱۵/۸، صحیح ترمذی حدیث:

۲۳۰۵، مشکوٰۃ: ۱۴۹۔

ہے، حدیثِ رسول ﷺ کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ طبقہ [پرویزیت] بھی مرزائیوں کی طرح برّ صغیر ہی کی پیداوار ہے۔ آج سے چودہ سو برس قبل نبی اکرم ﷺ نے اس فتنہ پروردگار کے وجود میں آنے کی پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((لَا النَّفِیْنَ أَحَدَكُمْ مِتَّ كِنَّا عَلَىٰ أَرْبَكْتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ))
 ”میں تم میں سے کسی آدمی کو اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے ہرگز نہ پاؤں کہ اس کے پاس میرا کوئی امر آئے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا جس سے روکا ہو تو وہ [شخص] کہے گا: میں نہیں جانتا [یعنی حدیثِ رسول ﷺ کا انکار کرے گا] بس ہم جو قرآن میں پائیں گے اُسی کی اتباع کریں گے“۔ (103)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ إِلَّا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبَعَانٌ عَلَيَّ أَرْبَكْتِهِ فَيَقُولُ: عَلَيْنَا الْقُرْآنُ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَاحْلُوهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ، وَإِنَّمَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ.....))

”خبردار! [ہوشیار رہو!] بے شک مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے مثل [حدیث] اس کے ساتھ، عنقریب ایک آدمی شکم سیر ہو کر اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے کہے گا: پس تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑ لو، اس میں جو حلال ہو اسے حلال سمجھو، اور جو حرام ہو اسے حرام سمجھو۔ [خبردار!] رسول اللہ ﷺ نے جو حرام فرمایا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حرام کیے ہوئے کی طرح ہی ہے.....“۔ (104)

(103) صحیح ابی داؤد: ۳۸۲۹، صحیح الترمذی: ۲۱۳۵، ابن ماجہ: ۱۳، مسند احمد: ۱۲۶/۲، ۱۲۷، مستدرک حاکم: ۱۰۸/۱-۱۰۹

(104) صحیح ابی داؤد: ۳۸۲۸، صحیح الترمذی: ۲۱۳۶، ابن ماجہ: ۱۴، مسند احمد: ۱۳۰/۲، ۱۳۱، الدراری: ۱۱۴، مشکوٰۃ: ۱۶۳

غرض سنت یا حدیث رسول ﷺ کی حجیت کا انکار کرنا اور صرف قرآن کریم سے استدلال کا عقیدہ رکھنا سراسر گفہ ہے۔ سورہ نساء کی آیت: ۵۹ اور ۶۵ اور سورہ نور کی آیت: ۶۳ ایسے لوگوں کے گفہ کی دلیل ہیں۔ پاک و ہند میں عبداللہ چکڑالوی اور انکے شاگرد غلام احمد پرویز وغیرہ کا حلقہ اثر [پرویزی فرقہ] انہی لوگوں کا گروہ ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہلواتے ہیں۔ لیبیا کے کرنل معمر قذافی بھی اسی باطل نظریہ سے متاثر ہو چکے ہیں اور حال ہی میں حکومت کویت کے سرکاری دارالافتاء نے اس گروہ کے کافر ہونے کا فتویٰ دے دیا ہے۔



عبادات میں افراط و تفریط یا انتہاء پسندی

اتباعِ رسول ﷺ کا مفہوم و مقصود یہ ہے کہ جو نبی اکرم ﷺ نے خود کیا یا کرنے کا حکم فرمایا، یا کسی کو کرتے دیکھا اور اسے منع نہ فرمایا ہو، اُسے اپنایا جائے اور جو کام نہ آپ ﷺ نے خود کیا، نہ کرنے کا کسی کو حکم دیا بلکہ اس سے روکا ہو، ایسا کام کرنے سے اجتناب کیا جائے، اسی کا نام اتباعِ رسول ﷺ یا اتباعِ سنت ہے جو کہ ہمارے لیے ذریعہ نجات ہے۔

کوئی کام بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ نظر آتا ہو، اگر وہ سنت کے مطابق نہیں تو نا مقبول ہے۔ ایسے ہی انتہاء پسندی کا رجحان بھی شریعتِ اسلامیہ کے مزاج سے مناسبت نہیں رکھتا۔ مثلاً ایک کام تو اچھا اور نیک ہے مگر اُس کی ادائیگی میں ایسا رویہ اختیار کر لیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے پیش قدمی کے ضمن میں آجائے تو یہ بھی روا نہیں کیونکہ سورہ حجرات کی پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ، إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے آگے مت بڑھو (یعنی ان کے احکام سے پیش قدمی مت کرو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

اس انتہاء پسندی یا پیش قدمی کا ایک واقعہ کتبِ حدیث میں بھی موجود ہے، صحیح بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”تین آدمی نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن (میں سے کسی) کے پاس آئے اور ان سے نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھا، جب انہیں آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں بتا دیا گیا، تو انہوں نے کہا:

((أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَاتَ خَرًّا))

”نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہماری کیا حیثیت ہے؟ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر رکھے ہیں۔“

لہذا ان میں سے ایک نے کہا:

((أَمَّا أَنَا فَأَصَلِّيَ اللَّيْلَ أَبَدًا))

”میں تو ہمیشہ ساری رات ہی نماز پڑھا کروں گا۔“

اور دوسرے نے کہا:

((أَنَا أَصُومُ النَّهَارَ أَبَدًا وَلَا أَفْطُرُ))

”میں تو بلا ناغہ روزہ رکھوں گا کبھی چھوڑوں گا نہیں۔“

اور تیسرے نے کہا:

((أَنَا اعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَنْزُوجُ أَبَدًا))

”میں (عبادت کی خاطر) عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہ کروں گا۔“

نبی اکرم ﷺ (کو یہ باتیں پہنچیں تو) ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

((أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا خَشَاكُمُ لِلَّهِ وَاتَّقَاكُمْ لَهُ.

لَكِنِّي أَصُومُ وَأَفْطُرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَنْزُوجُ النِّسَاءَ))

”کیا وہ تم ہی ہو جنہوں نے یہ باتیں کہی ہیں؟ مجھے اللہ کی قسم! میں تمہاری نسبت

اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا اور زیادہ تقویٰ والا ہوں لیکن پھر بھی میں روزہ بھی

رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں (یعنی کبھی نہیں بھی رکھتا) اور میں رات کو قیام بھی

کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں کے ساتھ شادی بھی کرتا ہوں۔“

اور اپنی عبادت و عمل کا طریقہ بیان کرنے کے بعد فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))

”جس نے میرے طریقے سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ (105)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے نبی اکرم ﷺ کے طریقہ محبات یا سنت کی خلاف ورزی کی اور افراط و تفریط کا شکار ہوا تو نہ صرف اس کا وہ عمل نامقبول ہے بلکہ ساتھ ہی وہ ارشاد نبوی ﷺ ((فَلَيْسَ مِنِّي)) ”وہ مجھ سے نہیں ہے“ کا بھی مصداق ہوگا۔

اقرار رسالت کے تقاضے اور بدعات

جب کوئی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ پڑھتا ہے تو وہ ایمان باللہ اور توحید الہی کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کی رسالت کا بھی اقرار کرتا ہے۔ یہ اقرار اس پر واجب کر دیتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے احکام و فرمودات کی اطاعت کرے اور آپ ﷺ کے منع کردہ امور سے مکمل احتراز و اجتناب کرے جیسا کہ سورہ حشر کی آیت: ۷ میں ارشاد الہی ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

”تمہیں رسول جو حکم دیں اسے اپنالو اور جس کام سے روکیں اس سے باز آ جاؤ۔“

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کا اقرار یہ مطالبہ کرتا ہے کہ امور دینیہ میں اپنی مرضی اور من مانی کی بجائے سنت رسول ﷺ کے مطابق عمل کیا جائے۔ آپ ﷺ کے تابناک اسوہ حسنہ کے مطابق زندگی گزاری جائے اور آپ ﷺ کے احکام و اوامر کی مخالفت کر کے عذاب الہی کو آواز نہ دی جائے۔ کیونکہ سورہ نور کی آیت: ۶۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُحَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيبَهُمْ

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝



”نبی اکرم کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ کسی فتنے کا شکار نہ ہو جائیں یا دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔“

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كَا قَرَارِيهٖ تَقَاضَا كَرْتَا هٖ كَهٗ زَنْدٰكِي بَهْرِ پِشِشِ اَنِّ وَا لِّ هٗ ر مَعَا مِلِّ مِ ي نَبِيْ اَكْرَمِ ﷺ كَهٗ فَرْمَا نِ كُو مُنْصَفِ اَوْ ر حَكْمِ تَسْلِيْمِ كِيَا جَا عَ وَرْنَهٗ اِيْمَا نِ كِي سَلَامَتِي خَطْرَ عِ مِ ي هٗ ۔
سورہ نساء کی آیت: ۶۵ میں ارشادِ الہی ہے:

﴿قَالَ وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾

”(اے نبی!) آپ کے رب کی قسم ہے کہ لوگ اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو

سکتے جب تک کہ اپنے تمام اختلافات میں آپ کو منصف نہ مان لیں۔“

سرورِ کائنات ﷺ کے قول و عمل کا نام ہی ”سنت“ ہے اور جو مسلمان آپ ﷺ کی صحیح اور ثابت شدہ سنت کے مطابق زندگی گزار رہا ہو، وہی اصلی اہل سنت ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بھی ہے کیونکہ بخاری و مسلم اور نسائی وابن ماجہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ)) (106)

”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔“

اور جو شخص عبادات کے معاملہ میں من مانی کرے، نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کو مد نظر نہ رکھے اور بعض ایسے کاموں کو بھی دین اور ثواب سمجھ کر بجالائے جو آپ ﷺ نے نہ کیے ہوں اور نہ ہی کرنے کا حکم فرمایا ہو، وہ کام باعثِ اجر و ثواب نہیں بلکہ موجبِ عقاب و عذاب ہیں کیونکہ ہر وہ کام جو نبی اکرم ﷺ کے عہدِ مسعود کے بعد دین میں داخل کیا گیا ہو مگر حقیقتاً دین سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو، ایسے ہی کام کو شرعی و فقہی اصطلاح میں ”بدعت“ کہا جاتا ہے جس کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

یہاں ایک بات بطور خاص ذہن نشین رہے کہ شرعاً صرف وہ کام بدعت کہلاتا ہے جو:

① نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک کے بعد نیا ایجاد کیا گیا ہو اور سنتِ رسول ﷺ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو۔

② وہ کام دین میں داخل سمجھا جاتا ہو اور اسے باعثِ اجر و ثواب اور ذریعہٴ تقرب بھی مانا جائے۔

البتہ وہ کام جو نیا تو ضرور ہے مگر جزو دین شمار نہیں کیا جاتا، اُسے ”بدعت“ نہیں کہا جائے گا۔ اس طرح مختلف قسم کی تمام مفید و مباح ایجادات بدعت کی تعریف سے خارج ہو جاتی ہیں جو اگرچہ عہدِ نبوت کے بہت بعد وجود میں آئیں مگر انہیں کارِ ثواب، باعثِ تقرب الی اللہ اور دین کا جزء تو کسی نے قرار نہیں دیا، مثلاً بس، کار، موٹر سائیکل کی سواری کرنا، آذان و جماعت اور خطبہ کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، روشنی کے لیے ٹیوب یا بلب کا استعمال، عینک لگانا، گھڑی باندھنا وغیرہ امور بدعت کے ضمن میں نہیں آتے، بدعت صرف وہی کام ہوتا ہے جو نیا بھی ہو اور جسے دین کا جزء یا باعثِ ثواب بھی سمجھا جائے۔

بدعت کی مذمت ؛ حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں:

ان بدعات کا وجود میں آنا دراصل تو طلبِ ثواب کے لیے ہی ہوتا ہے، مگر ہمارے سادہ دل بھائی یہ نہیں سمجھتے کہ اُن کے اس فعل سے انہیں ثواب تو کیا سخت گناہ ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ شیطانِ لعین نے ثوابِ دارین کا چکر دے کر کچھ لوگوں کو بدعات کی ترویج و اشاعت پر لگا رکھا ہے اور حالات ہمارے سامنے ہیں کہ ان خرافات کا جال امربئیل کے تاروں کی طرح پھیلتا ہی جا رہا ہے اور جس طرح امربئیل درخت کو کھا جاتی ہے، ایسے ہی بدعات و خرافات کی دبیز تہوں میں سنتِ رسول ﷺ بھی دھندلا رہی ہے۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کا زمانہ رسالت میں بھی موقع آیا اور جس کے سرانجام دینے سے کوئی مجبوری مانع بھی نہ تھی، اس کے باوجود اس زمانہ مسعود میں نہیں کیا گیا، اُسے آج کیا جا رہا ہو اور فخر یہ کیا جا رہا ہو تو ایسے کام میں خیر کہاں سے آئے گی؟ جبکہ دینِ مصطفیٰ ﷺ سے اس کا کوئی

ثبوت نہیں ملتا۔ اگر ایسا کوئی کام واقعی ثواب دارین ہوتا تو:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (107)

”تمہارے پاس ایک ایسے نبی تشریف لائے ہیں جو تمہاری نسل سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمانداروں کے بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔“

کی شان سے متصف سرور کائنات ﷺ اپنی امت کو ضرور مطلع کر جاتے کیونکہ آپ ﷺ مسلمانوں کی بھلائی کے بڑے حریص تھے۔ اور جب آپ ﷺ نے ایسے کام کو مشروع قرار نہیں دیا تو آج جو آدمی ایسا کوئی عمل ایجاد کرتا ہے وہ گویا شریعت کو ناقص قرار دیتا ہے اور شریعت سازی کا ارتکاب کرتا ہے جو کہ عظیم جرم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدعات و خرافات کی نبی ﷺ نے سخت مذمت فرمائی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم اور مسند احمد میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) (108)

”جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نیا عمل ایجاد کیا جو کہ درحقیقت دین میں سے نہیں، وہ عمل مردود ہے۔“

صحیح مسلم، سنن اربعہ، مسند احمد، دارمی، بیہقی اور مستدرک حاکم میں

ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَالَّةٌ)) (109)

(107) سورہ توبہ، آیت: ۱۲۸ -

(108) بخاری، حدیث: ۳۶۹۷، مسلم مع نووی ۱۶/۱۲۶، مسند احمد ۶/۲۷، مشکوٰۃ ۵۱/۱ -

(109) مسلم مع نووی ۱۵۳/۶۳، مشکوٰۃ: ۵۱/۱ -

”حمد و ثناء کے بعد: بے شک، بہترین حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضرت محمد (ﷺ) کی سنت ہے اور بدترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

یہی روایت نسائی و ابن حذیمہ میں بھی ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:
(وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ) (110) ”اور ہر گمراہی کا انجام نارِ جہنم ہے۔“

شاید کوئی دوسرا گناہ ایسا نہیں جس کی اس قدر مذمت کی گئی ہو جتنی بدعت کی مذمت کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ جب بھی خطاب فرماتے تو خطبہٴ مسنونہ میں یہی الفاظ دہرایا کرتے اور آج تک علماء کرام اپنے خطبات کا آغاز اسی خطبہٴ مسنونہ سے کرتے ہیں اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر بھی بدعات روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، دارمی اور مسند احمد میں ایک حدیثِ رسول ﷺ ہے:

((فَإِنَّهُ مَنْ يَعْشُ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَبْرِي اِخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَاعْضُوا عَلَيْهَا بِالسَّنَوَاجِدِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))

”میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، تب تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا طریقہ لازم ہے۔ انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نئے نئے امور سے بچو، بے شک (دین میں) ہر نیا کام

بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (111)

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((حَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَطًّا ثُمَّ قَالَ: هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ ثُمَّ حَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ: هَذِهِ سُبُلٌ، عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ))

”رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کا (سیدھا) راستہ ہے۔“ پھر اس کے بعد دائیں اور بائیں لکیریں کھینچی اور فرمایا: ”یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر ایک راستے پر شیطان بیٹھا اُس کی طرف دعوت دے رہا ہے۔“

اور اس کے بعد یہ آیت (الأنعام: ۱۵۳) تلاوت فرمائی:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ (112)

”بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، تم اسی راستے پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو، وہ تمہیں راہِ راست سے ہٹا دیں گے۔“

بدعت کا انجام بد بیان کرتے ہوئے حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ (تابعی) فرماتے ہیں:

(مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بَدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا، ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ) (113)

(111) ابوداؤد: ۴۶۰۷، ترمذی: ۲۶۳۸، ابن ماجہ: ۴۲، ابن حبان: ۱۰۰۲، دارمی: ۴۴/۱، ۴۵، مسند احمد

۱۲۷، ۱۲۶/۳، الترغیب: ۵۸۱، المشکوٰۃ: ۵۸۱، شرح السنۃ: ۲۰۵/۱ -

(112) ابن ماجہ (۱۱) عن جابر بن عبداللہ، مسند احمد: ۴۳۵، الدراری: ۶۷، مشکوٰۃ: ۵۹۱/۱، ۴۶۵ -

(113) دارمی: ۴۵/۱، مشکوٰۃ: ۶۶/۱ -

”جس کسی قوم نے اپنے دین میں بدعت کو رواج دیا، اللہ تعالیٰ اُس (بدعت) کی مثل ایک سنت کو اُس قوم سے اٹھالیتا ہے جو قیامت تک اُن کی طرف نہیں لوٹائے گا۔“

اور ایک روایت میں بدعت ساز و بدعت نواز کے بارے میں آیا ہے:

((مَنْ وَفَّرَ صَاحِبَ بَدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَيَّ هَذَا الْإِسْلَامَ)) (114)

”جس نے کسی بدعتی کی عزت و توقیر کی، اس نے اسلام کے گرانے پر اس کی مدد کی۔“

بدعات (شریعت سازی و ایجاد بندہ)

کا اجمالی تعارف

آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے ۱۰ھ میں ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو نبی رحمت ﷺ حجۃ الوداع کی ادائیگی کے سلسلے میں میدان عرفات میں تشریف فرما تھے کہ آسمان سے اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ کی آیت: ۳۳ نازل فرمائی، جس میں ارشاد فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ

الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کیا ہے۔“

امام قرطبی کی ”الجامع لاحکام القرآن“ اور امام ابن کثیر کی ”تفسیر القرآن العظیم“ میں مذکور ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد نبی اکرم ﷺ صرف اکیاسی (۸۱) دن حیات (114) بیہوشی فی شعب الایمان مرسلہ، ضعیف الجامع ۵۸۸۹ تحقیق مشکوٰۃ: (۶۲/۱) میں شیخ البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

رہے اور پھر رحلت فرمائی۔ مذکورہ آیت کے ان الفاظ کا مفہوم بڑا واضح ہے کہ اُسی دن سے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل فرمادیا ہوا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کے احکام میں کسی قسم کی کوئی کمی یا خامی نہیں رہی۔ اس نے اس طرح اپنی رحمت کا اتمام کر دیا ہے اور امتِ محمدیہ عَلَیْہَا صَلَواتُ اللہِ اَجْمَعِیْنَ کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے اور آج جس طرح دین اسلام کو ترک کر کے کسی دوسرے دین کو اختیار کرنا کفر و ارتداد ہے اسی طرح دین اسلام کی تعییمات کو قولاً یا فعلاً ناقص و نامکمل کہنا بھی قرآن کریم کی اس آیت کی صریح خلاف ورزی و نافرمانی ہے۔

تکمیلِ دین اور اتمامِ نعمت کا اعلانِ الہی ہو چکنے کے بعد اب اگر کوئی شخص کسی ایسے کام کو اپناتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کے اپنانے کی ترغیب دیتا ہے جو قرآن و سنت سے ثابت نہ ہو تو ایسا شخص ظاہر ہے کہ ”شریعت ساز“ کہلائے گا۔ اور ایسا کام ”ایجادِ بندہ“ شمار ہوگا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ دین اسلام کی تکمیل فرما چکا ہے تو آج کوئی نئی چیز دین میں داخل کرنا نہ صرف دخل در معقولات بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اس بدظنی کے اظہار کے مترادف ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین ابھی مکمل نہیں ہوا بلکہ اس میں تو ابھی بھی فلاں فلاں امور یا اعمال کے اندراج کی کمی باقی ہے یا پھر یہ کہ نبی ﷺ نے نعوذ باللہ ہمیں پورا دین نہیں پہنچایا اور تبلیغ رسالت میں نعوذ باللہ کوتاہی برتی ہے۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الاعتصام“ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول یوں نقل کیا ہے:

(مَنْ أَحَدَثَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ شَيْئاً لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَلْفُهَا فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَانَ الدِّينَ لِأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِينًا لَا يَكُونُ الْيَوْمَ دِينًا) (115)

”جس شخص نے اس امت میں کوئی (ایسی) چیز ایجاد کی جس پر اس (امت)

کے سلف نہیں تھے، اُس نے یہ گمان کیا کہ (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ نے

(115) الاعتصام: ۴۹/۱، تحقیق البرع والنہی عنہا وصاح القرطبی: ص: ۴۰۔

دین (کی تبلیغ) میں خیانت کی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں نے آج تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے“۔ پس جو چیز اُس دن دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی“۔

اس طرح کسی بدعت کو ایجاد کر کے گویا اس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کی تکذیب کا ارتکاب کیا ہے جو کہ جرم عظیم ہے۔

جرم شریعت سازی اور دینی ایجادات کے سلسلہ میں ہماری یہ بات کوئی مفروضہ ہے نہ کسی شاعر کے تخیل کی بلند پروازی کا نتیجہ بلکہ یہ ایک امر واقع ہے کہ ایسے لوگ بھی بکثرت موجود ہیں جنہیں ہم شریعت ساز کہہ رہے ہیں اور ایسے افعال کی فہرست بھی خاصی طویل ہے جنہیں ایجادِ بندہ کہا جا سکتا ہے۔ شریعت سازوں کی یہ دینی ایجادات بعض حدود و قیود کو چھوڑ کر اپنی شکل و صورت اور طریقہ و ہیئت کذائی کے اعتبار سے ایسے خوبصورت اسلامی رنگ میں پیش کی جاتی ہیں کہ شرعی امور اور ان ایجادات میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ناخواندہ خواتین و حضرات اور واجبی سے پڑھے لکھے لوگ بھی اس دامِ ہمرنگِ زمین میں باسانی گرفتار ہو جاتے ہیں کیونکہ انہیں سنت و ثواب کے حوالہ سے جب ان امور کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو وہ جھانسے میں آجاتے ہیں کیونکہ انہیں خود ساختہ اعمال پر شرعی اعمال کا دھوکہ ہو جاتا ہے مگر درحقیقت ان اختراعات کو اسلام، شریعت، عباداتِ مسنونہ اور اعمالِ صالحہ سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہوتا بلکہ وہ محض ایجادِ نو اور صریح دھوکہ ہی ہوتے ہیں جنہیں آپ ذرا مہذب انداز سے ”حسین دھوکہ“ کہہ سکتے ہیں۔

ایسے افعال کو ہی شرعی و فقہی اصطلاح میں ”بدعات“ کہا جاتا ہے۔ ایسے امور کی مذمت بکثرت احادیث میں وارد ہوئی ہے جن میں سے چند ذکر کی گئی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ جب بھی کوئی خطبہ ارشاد فرماتے تو ایسی ایجاداتِ دینیہ کی سخت مذمت فرمایا کر

تے تھے اور خلفاء راشدین، عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، آئمہ دین رضی اللہ عنہم اور علماء امت آج تک خطبات جمعہ اور وعظ و تبلیغ کی مجلسوں میں اس خطبہ مسنونہ کو دہراتے آ رہے ہیں۔ جبکہ سنت رسول ﷺ کو اپنانے اور بدعات سے بچنے کے بارے میں ابو داؤد و ترمذی، ابن ماجہ و مسند احمد اور صحیح ابن حبان و سنن دارمی کے حوالے سے ارشاد نبوی ﷺ ذکر کیا جا چکا ہے اور وہ الفاظ آپ ﷺ نے اُس وقت ارشاد فرمائے تھے جس کی منظر کشی کرتے ہوئے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وَعظَنَّا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَّتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةٌ مَوْدِعٌ فَأَوْصِنَا))
 ”ہمیں نبی ﷺ نے ایسا بلوغ و وعظ فرمایا جس سے ہمارے دل دہل گئے اور آنکھیں برس اٹھیں۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! یوں لگتا ہے جیسے یہ کسی الوداع کرنے والے کا وعظ ہو، آپ ہمیں وصیت فرمائیں۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ تَأْمُرْ عَلَيْكُمْ عِبْدٌ))
 ”میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے اور امیر کی سماع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں، چاہے تم پر کسی غلام کو ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے۔“

اور آگے مذکورہ وصیت فرمائی جس میں بدعات سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ ہم احادیث رسول ﷺ پڑھتے سنتے بھی رہتے ہیں مگر معلوم نہیں کیا وجہ ہے؟ کہ ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں ریگیتی، اور نبوی پیاموں کو چھوڑ کر اپنے ہی پیاموں سے جسے چاہتے ہیں، کارِ ثواب قرار دے کر اپنا لیتے ہیں۔

اپنے دنیوی امور میں تو کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ہم ہزار بار سوچتے ہیں۔ دس روپے کی کوئی

چیز خریدنا چاہیں تو سارا بازار چھان مارتے ہیں اور جہاں سے سستی اور اچھی کوالٹی کی چیز ملے، وہاں سے لیتے ہیں، تو کیا ہمارا دین اتنا ہی بے دام اور سستا سودا ہے کہ اس کے امور میں ہم اصلی و نقلی کے بارے میں سوچنا، قرآن و سنت کی دلیل طلب کرنا یا بالفاظ دیگر ان کی کوالٹی کا جاننا اور پوچھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فکرِ دین کی توفیق سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

ابوحسان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ الخبیر

وداعیہ متعاون مراکز دعوت و ارشاد الدمام، الخبیر، النظہر ان (سعودی عرب)

مصادر و مراجع

- ۱ قرآن کریم ۱۴ سنن ترمذی مع شرحه (تحفة الاحوذی)
- ۲ ارواء الغلیل لالبانی طبع المکتب الاسلامی ۱۵ سنن الدارمی ، دار الکتب العلمیة ، طبع مدنی
- ۳ بلوغ المرام مع سبیل السلام لابن حجر ، المکتبه التجاریه الکبریٰ مصر ۱۶ سنن کبریٰ بیہقی، طبع بیروت
- ۴ تطہیر المجتمعات ، قاضی احمد بن حجر، قطر ۱۸ سنن نسائی ، طبع مکتبه السلفیہ لاهور و بیروت
- ۵ تعلیمات شاہ احمد رضا خان بریلوی، مولانا محمد حنیف یزدانی، مکتبہ نذیریہ، لاہور ۱۹ شرح العقیدۃ الطحاویۃ بتخریج الالبانی طبع المکتب الاسلامی .
- ۶ تفسیر ابن کثیر (اردو) مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور (عربی) طبع بابی ، مصر .
- ۷ تفسیر القرطبی ، طبع مصر . ۲۱ صحیح ابن خذیمہ بتحقیق ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی طبع الرياض،
- ۸ تقویۃ الایمان شاہ اسماعیل شہید، الدار السننیہ، بمبئی انڈیا . ۲۲ صحیح ابن حبان - الاحسان، طبع بیروت .
- ۹ ریاض الصالحین للنووی بتحقیق الارناؤط ۲۳ صحیح بخاری طبع مؤسسہ علوم القرآن عجمان الامارات العربیہ المتحدہ.
- ۱۰ الزواجر للہیتمی ، طبع بیروت . ۲۴ صحیح بخاری مع الفتح ، طبع السعودیہ
- ۱۱ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی، المکتب الاسلامی . ۲۵ صحیح ترمذی للالبانی طبع الرياض .
- ۱۲ سنن ابن ماجہ بتحقیق محمد فؤاد عبد الباقی ، بیروت . ۲۶ صحیح الترغیب و التہیب ، للالبانی طبع دار المعارف الرياض .
- ۱۳ سنن ابی داؤد مع عون المعبود ، طبع مدنی ۲۷ صحیح الجامع الصغیر للالبانی، طبع بیروت

- ۲۸ صحیح مسلم مع النووی، بیروت . ۳۹ مستدرک حاکم، طبع بیروت .
- ۲۹ صحیح نسائی، للالبانی طبع الرياض ۴۰ مسند احمد بفهرس الالبانی، طبع بیروت۔
- ۳۰ ضعیف الجامع الصغیر، طبع المکتب ۴۱ مشکوٰۃ بتحقیق الالبانی .
- الاسلامی، بیروت . ۴۲ مؤطاً امام مالک طبع بیروت و الرياض .
- ۳۱ فتح الباری لابن حجر طبع دار الافتاء ۴۳ مصنف ابن ابی شیبہ، طبع الدار السلفیہ الرياض .
- ۳۲ فتح المجید شرح کتاب التوحید، ۴۴ مصنف عبد الرزاق، بتحقیق شیخ حبیب عبد الرحمن بن حسن، مکتبۃ الرياض الرحمن اعظمی الحدیثہ .
- ۳۳ کتاب التوحید، محمد بن عبد ۴۵ موارد الظمان، بتحقیق محمد حامد الفقی الوهاب، طبع طارق الکیومی، فیصل آباد .
- ۳۴ الکبائر للذہبی، بتصحیح محمد عبد ۴۶ ہدایۃ المستفید، عطاء اللہ ثاقب، اردو ترجمہ الرحمن الوکیل .
- فتح المجید للشیخ عبد الرحمن بن حسن آل الشیخ طبع لاهور .
- ۳۵ مجمع الزوائد، علامہ ہیثمی .
- ۳۶ مختصر الترغیب و الترهیب لابن حجر، طبع مالیک اول انڈیا .
- ۳۷ مختصر مسلم، بتحقیق الالبانی .
- ۳۸ مرہد جیلانی کے ارشادات حقانی مولانا محمد حنیف یزدانی، مکتبہ نذیریہ، لاہور .



فہرستِ مطبوعاتِ توحید پبلیکیشنز

| کتاب نمبر | عنوان | کتاب نمبر | عنوان |
|-----------|--|-----------|--|
| 1 | بدعات اور ان کا تعارف | 12 | توحید باری تعالیٰ سے متعلقہ شکوک و شبہات کا ازالہ |
| 2 | نماز بھگانہ کی رکعتیں مع نماز وتر و تہجد و جمعہ | 13 | دعوۃ الی اللہ اور داعی کے اوصاف |
| 3 | مختصر مسائل و احکام رمضان، روزہ اور زکوٰۃ | 14 | تعویذ گنڈوں اور بھگت اور جادو کا علاج (جو آپ خود بھی کر سکتے ہیں) |
| 4 | مختصر مسائل و احکام طہارت و نماز | 15 | نماز تراویح (حرم میں تراویح اور علماء کے فتاویٰ) |
| 5 | زیارتِ مدینہ منورہ۔ احکام و آداب | 16 | مرد و زن کی نماز میں فرق؟ |
| 6 | ٹوپی و پگڑی سے یا ننگے سر نماز؟ | 17 | ساز و آواز یا گانا و موسیقی |
| 7 | صحیح تاریخ ولادتِ مصطفیٰ جشنِ عید میلاد، یومِ وفات پر! | 18 | نماز میں کی جانے والی غلطیاں اور کوتاہیاں |
| 8 | دنیوی مصائب و مشکلات (حقیقت، اسباب، ثمرات) | 19 | آدابِ دعاء شرائط، اوقات، مقامات |
| 9 | مختصر مسائل و احکام حج و عمرہ اور قربانی و عیدین | 20 | رَفْعُ الْیَدَیْنِ، دلائل و تحقیق |
| 10 | دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائل نماز | 21 | جنتی عورت |
| 11 | استقامت (راہِ دین پر ثابت قدمی) حصولِ استقامت کے ۱۳ ذرائع | 22 | مختصر مسائل و احکام نماز جنازہ |

اگر آپ ان کتابوں کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پتے پر رابطہ قائم کریں:

Email to: tawheed_pbs@hotmail.com

روشن خیالی

| قرآن مجید کی روشن خیالی | طاغوت کی روشن خیالی |
|--|---|
| ① عورتیں حجاب پہنیں۔ | حجاب پسمنانگی کی علامت ہے۔ |
| ② مرد، عورت پر قوام ہے۔ | مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ |
| ③ قانون تعداد از دواج پر عمل کرو۔ | قانونوں تعداد از دواج عورت پر سراسر ظلم ہے۔ |
| ④ قانون قصاص نافذ کرو۔ | قانون قصاص، حقوق انسانی کے منافی ہے۔ |
| ⑤ قوانین حدود نافذ کر دو تاکہ چوری، ڈاکے ختم ہوں اور معاشرہ شراب اور زنا فطری عمل ہیں۔ | قوانین حدود ظالمانہ اور وحشیانہ سزائیں ہیں۔ چوری، ڈاکہ، شراب اور زنا فطری عمل ہیں انہیں ختم کرنا ممکن نہیں۔ |
| ⑥ سودی نظام ختم کرو۔ | سودی نظام کے بغیر معاشی ترقی ممکن نہیں۔ |
| ⑦ مسلمانوں پر کفار کے مظالم روکنے کے لیے جہاد کرو۔ | جہاد نہیں، یہ دہشت گردی ہے۔ |
| ⑧ یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کرو۔ | یہود و نصاریٰ سے دوستی میں عزت اور وقار ہے۔ |
| ⑨ موسیقی اور گانا بجانا حرام ہے۔ | موسیقی اور گانا بجانا روح کی غذا ہے۔ |
| ⑩ داڑھی رکھو۔ | داڑھی رکھنا پسمنانہ اسلام ہے۔ |

